

درجہ - 9

# لالہ و گل

حصہ اول



# INDIAN ARMY

Arms you FOR LIFE AND CAREER AS AN OFFICER

Visit us at [www.joinindianarmy.nic.in](http://www.joinindianarmy.nic.in)

or call us (011) 26173215, 26175473, 26172861

Ser NO	Course	Vacancies Per Course	Age	Qualification	Appln to be received by	Training Academy	Duration of Training
1.	NDA	300	16½ - 19 Yrs	10+2 for Army 10+2 (PCM) for AF, Navy	10 Nov & 10 Apr (by UPSC)	NDA Pune	3 Yrs + 1 yr at IMA
2.	10+2 (TES) Tech Entry Scheme	85	16½ - 19½ Yrs	10+2 (PCM) (aggregate 70% and above)	30 Jun & 31 Oct	IMA Dehradun	5 Yrs
3.	IMA(DF)	250	19 - 24 Yrs	Graduation	May & Oct (by UPSC)	IMA Dehradun	1½ Yrs
4.	SSC (NT) (Men)	175	19 - 25 Yrs	Graduation	May & Oct (by UPSC)	OTA Chennai	49 Weeks
5.	SSC (NT) (Women) (including Non- tech Specialists and JAG entry)	As notified	19 - 25 Yrs for Graduates 21-27 Yrs for Post Graduate/ Specialists/ JAG	Graduation/ Post Graduation /Degree with Diploma/ BA LLB	Feb/Mar & Jul/ Aug (by UPSC)	OTA Chennai	49 Weeks
6.	NCC (SPL) (Men)	50	19 - 25 Yrs	Graduate 50% marks & NCC 'C' Certificate (min B Grade)	Oct/ Nov & Apr/ May	OTA Chennai	49 Weeks
	NCC (SPL) (Women)	As notified					
7.	JAG (Men)	As notified	21 - 27 Yrs	Graduate with LLB/LLM with 55% marks	Apr / May	OTA Chennai	49 Weeks
8.	UES	60	19-25 Yrs (FY)18-24 Yrs (PFY)	BE/B Tech	31 Jul	IMA Dehradun	One Year
9.	TGC (Engineers)	As notified	20-27 Yrs	BE/ B Tech	Apr/ May & Oct/ Nov	IMA Dehradun	One Year
10.	TGC (AEC)	As notified	23-27 Yrs	MA/ M Sc. in 1 <sup>st</sup> or 2 <sup>nd</sup> Div	Apr/ May & Oct/ Nov	IMA Dehradun	One Year
11.	SSC(T) (Men)	50	20-27 Yrs	Engg Degree	Apr/ May & Oct/ Nov	OTA Chennai	49 Weeks
12.	SSC (T) (Women)	As notified	20-27 Yrs	Engg Degree	Feb/ Mar & Jul/ Aug	OTA Chennai	49 Weeks

# لالہ وگل

فارسی کی درسی کتاب درجہ نهم (۹) کے لیے  
Persian Textbook for Class IX



بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلیشرز، پٹنہ

محکمہ فروغ و مسائل انسانی H.R.D. حکومت بہار سے منظور

● صوبائی کونسل برائے تعلیمی و تحقیق و تربیت (SCERT) بہار، پنڈ کے تعاون سے پورے صوبہ بہار کے لئے

© بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

Re-print

2010

5,000

قیمت: Rs. 23.00

﴿شائع کردہ﴾

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

پاٹھیہ پستک بھون، بدھ مارگ، پنڈ-800001

مطبوعہ: جن کریان پریس، پنڈ-800004



## اپنی بات

ریاستی کاؤنسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت نے دو برسوں کے اندر گیارہویں اور بارہویں دو جماعتوں کے لیے کتابیں تیار کرائی ہے۔ اس طرح یہ ادارہ اپنے نشانہ کی تعیین کے مطابق اس کی تکمیل میں بطور احسن کامیاب رہا۔ اب نویں جماعت کی درسی و سہلہ نثری کتابیں بھی اسی ادارہ کے ذریعہ تیار ہونے کے بعد طباعت و اشاعت کے مراحل طے کر کے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے قومی سطح پر نصاب میں یکسانیت لانے کی غرض سے معیاری نصاب تعلیم تیار کیا گیا ہے اور اس کے مطابق ماہرین کی جماعتوں کے ذریعہ تمام مضامین کی کتابیں تیار کرائی جا رہی ہیں۔ معیاری نصاب کے مطابق عمدہ کتابوں سے نہ صرف طلبا و طالبات کی دلچسپی میں اضافہ ہوگا بلکہ معلمین حضرات کی آسانوں کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے اور متعلقہ ضروری مواد فراہم کر دیے گئے ہیں تاکہ تدریس و تعلیم کا معیار بلند تر ہو سکے۔ مجھے قوی امید ہے کہ نئی کتابیں ان مقاصد کو پورا کریں گی۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے میں ایس. سی. ای. آر. ٹی. کے ڈائریکٹر، بہار سنکڈری اسکول اگزامینیشن بورڈ کے ڈائریکٹر (اکادمک) اور نصاب و درسی کتاب کمیٹی کے اکادمک کو آرڈینیٹر کا شکر یہ ادا کرتا ہوں، جن کی خاص توجہ اور سعی بلیغ سے مضامین کے ماہرین کی بہتر جماعت کے تعاون سے کتابیں تیار کرائی جاسکیں۔ میں ان ماہرین کا بھی شکر گزار ہوں۔

میری گزارش ہے کہ کتاب میں جہاں کہیں کوئی نقص نظر آئے تو ہمیں اس کی اطلاع ضرور دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کا ازالہ اور ان کی اصلاح کی جاسکے۔

مینجنگ ڈائریکٹر  
بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

تقریباً تین سال قبل اسٹیٹ کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (S.C.E.R.T) نے بہار نے اسکولی تعلیم بشمول 2+ کے لیے مبسوط اور مکمل نصاب تیار کرنے کی سعی ملیح کا آغاز کیا، گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کے لیے زبان و ادب اور سماجیات پر متعدد کتابوں کی اشاعت پانچ تکمیل تک پہنچی۔ اگرچہ ہمارے ادارے کے لیے کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں مرتبین و مولفین کی سرکردہ جماعت کو یکجا کر کے ترتیب و تالیف کے مختلف مراحل طے کرنا بالکل ہی ایک نئی اور کافی اہم ذمہ داری تھی لیکن ہمارے عزم اور ہمارے رفقاء کے ہر پور تعاون، مخلصانہ محنت اور اہلک و سلسل کوششوں سے یہ نیا، اہم اور بڑا کام انجام پاسکا اور بہ حسن و خوبی کتابوں کی اشاعت ہوگی اس کے لیے ہمارے ادارے کے تمام درجے کے رفقاء کار داد و تحسین اور شکر یہ کہ مستحق ہیں۔ ان میں بالخصوص ڈاکٹر قاسم خورشید، ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف لٹریچر اور سید عبدالحمین، ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف ٹیچر ایجوکیشن کی مخلصانہ اور مسلسل رہنمائی اور تعاون نے ترتیب و تالیف کے اہم امور کو بہت آسان کر دیا، ہم ان کے بھی شاکر و ممنون ہیں۔

ہم نے ہر زبان کی کتاب تیار کرنے کے لیے مضامین کے مستند علما اور ماہرین فن اور معروف قلم کاروں کی الگ الگ جماعتیں تیار کیں۔ نویں جماعت کے لیے فارسی کی ایک اصل درسی کتاب اور ضمیر کے طور پر ایک اضافی کتاب تیار کرائی گئی۔ ماہرین نے اس امر پر خاص توجہ دی ہے کہ کتابیں دور جدید کے مت نئے بدلتے اور روز افزوں ترقی پذیر تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔ پروفیسر (کیپٹن) ڈاکٹر محمد شرف عالم، سابق وائس چانسلر مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ کی سربراہی و نگرانی میں گروہ فارسی نے خوب سے خوب تر معیار کی کتابوں کی ترتیب و تالیف کا کام انجام دیا۔ ماہرین و معاونین کی ان جماعت میں معمر و بارشہ استاذ فارسی وارد و عربی جناب محمد ولی اللہ صاحب، فاضل فارسی و حدیث، ایم۔ اے۔ فارسی و ایم۔ اے۔ عربی، ڈپ۔ ان۔ ایڈ کا نام قابل ذکر ہے۔ مولفین و مرتبین فارسی کی اس جماعت کے ہر فرد بالخصوص اس کے سربراہ و نگران پروفیسر محمد شرف عالم کے ہم بے حمد ممنون و شکر گزار ہیں۔ جنھوں نے اس علمی کام کے لیے اپنے مصروف ترین مشاغل کے باوجود وقت نکال کر اس کارگراں کو بطور

احسن انجام دیا جیسا کہ ہمیں معلوم ہے فارسی زبان دنیا کی شیریں ترین اور سہل ترین زبانوں میں ایک ہے۔ اس نے مرثیہ نے خصوصی توجہ کے ساتھ کتابوں کی تیاری میں سہل، معلومات افزا اور دل انگیز زبان کا استعمال کیا ہے تاکہ آموزان فارسی زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے سکیں اور اس زبان کو دشوار سمجھ کر راہ فرار اختیار کرنے والوں کو اپنی طرف راغب کر سکیں۔

ہمیں یقین ہے کہ کتابیں اپنے مقاصد میں صد فی صد مفید و کارآمد ثابت ہوں گی اور طلباء و طالبات کے ذوق و شوق میں اضافے کا باعث بنیں گی اور ان کے حوصلے بڑھائیں گی۔ نظر ثانی کمیٹی اور صلاح کار کمیٹی کے معزز اراکین نے کتابوں کا بلاستیعاب مطالعہ فرمایا اور مفید و کارآمد مشورے دے کر کتاب کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ ہم ان تمام ماہر اراکین کے بھی شکر گزار ہیں۔ مزید برآں کتاب کی تیاری سے متعلق متعدد ورکشاپ میں گراں قدر مشوروں کے لیے ہم تمام شرکاء کے ممنون کرم ہیں۔

بی. بی. بی. پی. سی. کے کارمندوں اور بالخصوص اس ادارہ کے ایم. ڈی. حسین عالم (آئی. اے. ایس.) بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، جن کی توجہ سے نصابی کتاب بروقت زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آسکی۔ کتابوں سے استفادہ کرنے والے طلباء و طالبات، اساتذہ گرامی اور فارسی زبان و ادب سے علاقہ مندی رکھنے والوں کے مثبت اور مفید مشوروں کے ہم منتظر رہیں گے اور شکریہ کے ساتھ ان کے ضروری مشوروں پر کتاب کی دوسری اشاعت میں ان کی ممکن اصلاح کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

حسن وارث

ڈائریکٹر (انچارج)

ایس. سی. ای. آر. ٹی، بہار، پنڈ



## معلمین و متعلمین سے چند باتیں

ع چلی حیات کی کشتی تو درمیاں سے چلی

بیشل کاؤنسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (NCERT) کی ایما پر بیشل کرکولم فورم (NCF) نے سن ۲۰۰۵ء میں قومی درسیات میں معیاری یکسانیت لانے کی غرض سے ممتاز ماہرین تعلیم اور معروف دانشوروں کے ساتھ ورکشاپ کا ایک سلسلہ قائم کیا اور بالآخر اسے حتیٰ میں دی جاسکی لیکن علاقائی ضرورتوں اور تقاضائے حالات کے پیش نظر مختلف ریاستوں کی نصابی درسیات میں بالکل یک رنگی ممکن نہ ہو سکی۔ ریاست بہار میں بھی اسے صدیوں قابل عمل تصور نہ کیا جاسکا اور جزوی تحریف کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ بہار کرکولم فورم (BCF) ۲۰۰۶ء میں ریاست کی نصابی درسیات کے لیے واضح لائحہ عمل طے کر لیا گیا۔ پھر ریاستی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT) کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہاں چھٹی جماعت سے بارہویں جماعت تک کے لیے نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں۔ سب سے پہلے گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کے لیے کتابیں تیار کی گئیں جو زیر طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ نصاب کے ابتدائی درجوں یعنی چھٹی سے آٹھویں جماعتوں اور پھر دسویں جماعت کے لیے ابھی کتابیں تیار نہیں کی جاسکی ہیں لیکن درمیانی درجہ نهم کی کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اسی لیے راقم نے اپنی گزارش کی ابتدا میں اپنے مطلب کے اظہار کی غرض سے درج ذیل شعر کا مصرعہ اول تحریر کیا ہے۔

چلی حیات کی کشتی تو درمیاں سے چلی

نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

بہر حال دنیائے تعلیم و تدریس میں زبان و ادب کی تعلیم و تدریس کو اولیت کا درجہ و مقام حاصل ہے۔ بالخصوص مادری زبان میں تدریس ایک مستحکم بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ملک میں، دیگر ریاستوں کی مانند

بھی، مختلف زبانیں مادری زبان کے ذمے میں آتی ہیں۔ بایں ہند قومی اور مقامی زبانوں کے ساتھ حسب ضرورت غیر ملکی زبانوں سے بھی ہماری نوخیز نسل کو واقف ہونا ضروری ہے۔

بین الاقوامی زبانوں کی فہرست میں ہندستانی درجہ ہوں میں دیگر زبان بالخصوص انگریزی کے ساتھ فارسی اور عربی زبانوں کی بھی درس و تدریس کا اہم ہے۔ اگرچہ یہاں چند دیگر زبانوں کے ساتھ فارسی و عربی زبانوں کا بھی شمار کلاسیکی زبانوں (یعنی قدیم و غیر مروج) کے ذیل میں آتا ہے لیکن فی الحقیقت یہ دونوں زبانیں دنیا کی کافی متحرک اور بلاشبہ کثیر الاستعمال زبانیں ہیں۔ اگر ایک طرف فارسی نصف درجن سے زیادہ ملکوں میں مادری زبان کی حیثیت رکھتی ہے تو دوسری طرف عربی زبان کو کئی درجن ممالک میں مادری و سرکاری و رسمی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لہذا ان دونوں زبانوں کی تدریس کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔

عربی اور فارسی زبانوں میں تحریری و تقریری صلاحیتوں کے حامل افراد کی ملک کے اندر اور بیرون ممالک میں بہت زیادہ مانگ ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ، نوزم، ریڈیو، ٹیلی ویژن، سفارت خانوں اور علوم مشرقی کی لائبریریوں میں ان زبانوں کے واقف کاروں کے لیے ملازمتیں مختص ہیں اور دوسری طرف تقریباً پوری دنیا کے بڑے اور ترقی یافتہ ممالک ایسے باصلاحیت افراد کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ انھیں فارسی اور عربی دنیا کے سیاسی، اقتصادی، دفاعی اور فلاحی و بہبودی حالات و کیفیات کی بروقت اور حسب ضرورت واقفیت حاصل ہوتی رہے۔

علاوہ انہیں ہندستان کے عہد و سلی کا تمام علمی و ادبی، تاریخی، سماجی، معاشی و معاشرتی اطلاعات کا سرمایہ بشمول دین و مذہب اور تہذیب و ثقافت علوم کا ذخیرہ ان ہی دو زبانوں میں محفوظ ہے۔ ان زبانوں سے عدم واقفیت ہمیں اپنے دروں کی صحیح اور مکمل واقفیت سے محروم کر دے گا۔ مجبوراً اور ضرورتاً ہمیں بالواسطہ ذرائع پر انحصار کرنا ہوگا جو بلاشبہ محضبات، جانبدارانہ اور حقائق کو پس پشت ڈالنے والے ہیں۔

مندرجہ بالا وضاحت سے راقم السطور کا مقصد ان دو زبانوں کی ہمہ جہت اہمیت و افادیت اور ضرورت کو عوام کی خدمت میں پیش کرنا ہے تاکہ وہ ان زبانوں کی طرف راغب ہوں اور ایسے لوہا لوں کو اس سمت شوق دلائیں جس سے ان کی دلچسپی میں اضافہ ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ زمانے کی ضرورت کے پیش نظر آگے چل کر وہ جس علم و فن میں چاہیں اپنی رغبت بڑھائیں لیکن ابتدائی اور ثانوی درجوں میں کم از کم حسب ضرورت ان زبانوں سے واقفیت ضرور حاصل کر لیں تاکہ تا عمر انھیں اس طرف سے اطمینان رہے۔ مزید برآں عمر کے آخری دور میں کتب الفسوف نہ ملنا پڑے اور محرومی کا احساس نہ ہو۔

نویں جماعت کے لیے فارسی اور عربی زبانوں کے لیے دو دو کتابیں تیار کی گئی ہیں ایک خاص درسی کتاب ہے اور دوسری کالمٹری یعنی معاون و ضمنی۔ متعلمین کی ذہنی سطح اور معیار کے مطابق درسی کتاب ترتیب دی گئی ہے جب کہ ضمنی یا معاون کتاب کا خاص مقصد انھیں بول چال کی زبان سکھانا ہے۔

ماہرین زبان اور تجربہ کار معلموں نے نہایت آسان و سہل اور دلچسپ و کارآمد اسباق اور ان سے متعلق مواد بڑی محنت سے تیار کیے ہیں تاکہ بچوں کا شوق بڑھے اور وہ ان زبانوں کی طرف راغب ہوں۔ مرتبین کتاب کے ہر رکن ہمارے امتنان و تشکر کے مستحق ہیں۔ محکمہ ثانوی تعلیم حکومت بہار کے پرنسپل سکریٹری جناب انجینی کمار سنگھ، ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کے ڈائریکٹر جناب حسن وارث، بہار اسکول اگزمینیشن بورڈ کے ڈائریکٹر (اکادمک) جناب رگھو ویش کمار کے ساتھ بہار نکلٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ پٹنہ کے چیئرمین جناب حسنین عالم (آئی۔ اے۔ ایس۔) کا ہم خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی سرپرستی و رہنمائی میں کتابوں کی تیاری سے لے کر ان کی طباعت تک کے تمام مراحل باسانی طے پاسکے۔

ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کے ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف لیٹریچر ڈاکٹر قاسم خورشید اور میجر ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کے صدر جناب سید عبدالمعین نے تمام انتظامی امور میں ہمیشہ حوصلہ افزا شمولیت اور بھرپور تعاون دیا۔ ہم ان دونوں کی منصبی کاوشوں اور مخلصانہ اقدام کے لیے شاکر و ممنون ہیں۔ ان دونوں سے متعلق تمام دیگر رفقائے کار بالخصوص جناب امتیاز عالم اور ڈاکٹر سریندر کمار نے ہمہ وقت سچی لگن اور محنت و ہمدردی سے ہمیں وافر سہولیتیں فراہم کیں، ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔ علاوہ ازیں ایس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ کے تمام کارمند ہمہ دم خدمت گزاری کے لیے آمادہ رہے، ہم ان سبھوں کو بھی سزاوار تشکر تصور کرتے ہیں۔

معزز اراکین نظر ہائی کمیشن برائے تعلیم و ثقافت آفاق اور پروفیسر خورشید جہاں، یکے بعد دیگر صدر شعبہ فارسی، مگدھ مہیلا کالج، پٹنہ یونیورسٹی اور صلاح کار محشی کے محترم اراکان پروفیسر (مسز) شمیم اختر، صدر شعبہ فارسی، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی و پروفیسر احسان مسعود، صدر شعبہ فارسی و عربی، کلکتہ یونیورسٹی، کولکاتا نے پوری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کیا اور حسب ضرورت کارآمد و مفید مشوروں سے نوازا، ان تمام محترم حضرات کا شکریہ ادا کرنا ہماری منصبی ذمہ داری ہے۔ کتابوں کو مزید دیدہ زیب بنانے کی کاوشوں کے لیے عزیز میٹس الہدی معصوم اور عزیز می محمد معظم احمد کے کمپیوٹر کمپوزنگ کے کام کی سنجیدگی اور تخیل کے لیے ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔

پیش نظر درسی و معاون کتابوں سے متعلق ہم اساتذہ گرامی، سرپرست حضرات اور دانش جویمان عزیز کی مثبت

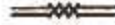
رایوں اور لائق عمل مشوروں کے منتظر رہیں گے۔ انشاء اللہ ان کتابوں کی دوسری اشاعت میں ان خامیوں اور نقائص کا ازالہ کر دیا جائے گا۔

با قلب صمیمانہ ہم دعا گو ہیں کہ یہ کتاب متعلمین کی زندگی کو سنوارنے میں معاون ہو اور وہ لوگ اس ملک کے مثالی شہری بن سکیں۔ آمین!

پروفیسر (کیپٹن) ڈاکٹر محمد شرف عالم

مرتب اعلیٰ

سابق دس پائلر، مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ



سیما ایوب (کمپوزر) (بمقامہ درجہ نم)

## نگراں کمیٹی برائے درسی کتاب (فارسی)

زیر سرپرستی

جناب حسن وارث، ڈائریکٹر، ایس. سی. ای. آر. ٹی، بہار  
جناب رگھو ونیش کمار، ڈائریکٹر، (اکادمک) بہار اسکول آف مینجمنٹ بورڈ (سینئر سکندری)، پٹنہ  
ڈاکٹر سید عبدالمصین، صدر، نیچرس ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ، ایس. سی. ای. آر. ٹی، بہار  
ڈاکٹر قاسم خورشید، صدر، لیکچو سبج ڈپارٹمنٹ، ایس. سی. ای. آر. ٹی، بہار

مرتبین

مرتب اعلیٰ

پروفیسر (کمپنیشن) ڈاکٹر محمد شرف عالم، سابق وائس چانسلر، مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ  
پروفیسر بلقیس آفاق صاحبہ، ریٹائرڈ صدر شعبہ فارسی گدھ مہیلا کالج، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ  
پروفیسر خورشید جہاں صاحبہ، ریٹائرڈ صدر شعبہ فارسی گدھ مہیلا کالج، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

معاونین مرتب

محمد ولی اللہ، سابق استاذ فارسی، سنٹرل کریسیہ ہائی اسکول، جمشید پور  
محمد مسعود عالم، انچارج پرنسپل، عبدالقدوس میوریل گرلس کالج، پھولابری شریف، پٹنہ  
انوار محمد عظیم آبادی، مدیر، ماہنامہ نور مصطفیٰ، پٹنہ  
شوکت جمال، مدرسہ رضویہ، مغل پورہ، پٹنہ سٹی، پٹنہ  
شمس الہدیٰ معصوم، استاد، ایم. ایس. رام پور، ہری شکر پور، اردیہ

نظر ثانی:

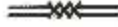
پروفیسر شمیم اختر صاحبہ، صدر شعبہ فارسی، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی  
پروفیسر احسان کریم برقی، صدر شعبہ فارسی و عربی، کلکتہ یونیورسٹی، کولکاتا

اکادمک تعاون:

انتیاز عالم، لکچرر، لیکچرر ڈپارٹمنٹ، ایس. سی. ای. آر ٹی، بہار  
ڈاکٹر سریندر کمار، لیکچرر ڈپارٹمنٹ، ایس. سی. ای. آر ٹی، بہار

اکادمک کنویئر:

جناب گیان دیو منی ترپانھی، ماہر تعلیم



## فہرست عنوانہا

نمبر شمار	عنوانہا	نویسنده	صفحات
-----------	---------	---------	-------

### بخش نثر

۱-	زندگی نامہ: ہادی اعظم	یکی از عاشقان رسول ﷺ	۴
۲-	حکایت: (۱) غروی زستم (۲) تفنگی علم	ماخوذ از فارسی سوم دبستان ایران	۱۱
۳-	مضمون: (۱) زبان فارسی (۲) پختہ	ماخوذ از "آزفا" جلد ۳	۱۶
۴-	خطوط: (۱) برادر شہباز (۲) رفیق دیرینہ	مرتبین	۲۴
۵-	داستان کوتاہ: شبان و گوسفند	ماخوذ از نصاب فارسی کتاب دوم ہجرات	۲۸
۶-	مکالمہ نگاری: مکالمہ	مرتبین	۳۲
		مرتبین	۳۷
		ماخوذ از قابوس نامہ	۴۵
		مرتبین	۴۹

### بخش نظم

۷-	مناجات	نظمی تجوی	۵۹
۸-	نعت	شاہ ظہور الحق ظہور	۶۴
۹-	غزل (۱)	رودکی سمرقندی	۷۰
	(۲)	امیر خسرو دہلوی	۷۴
	(۳)	شاہ فردوسی پیلواری	۸۰

۸۸	ایرج مرزا	نظم (۱) مادر	-۱۰
۹۴	پروین اعتصامی	(۲) شرط نیک نامی	
۱۰۲	مولانا روم	مشغول: فوائد خدمت	-۱۱
۱۱۰، ۱۰۸	شیخ سعدی شیرازی	قطعات: (۱) و (۲)	-۱۲
۱۱۵، ۱۱۳	بابا طاهر عمریان	رباعیات (۱) و (۲)	-۱۳
۱۲۰، ۱۱۹	بابا افضل کوهی	رباعیات (۱) و (۲)	-۱۳





# بخش نثر



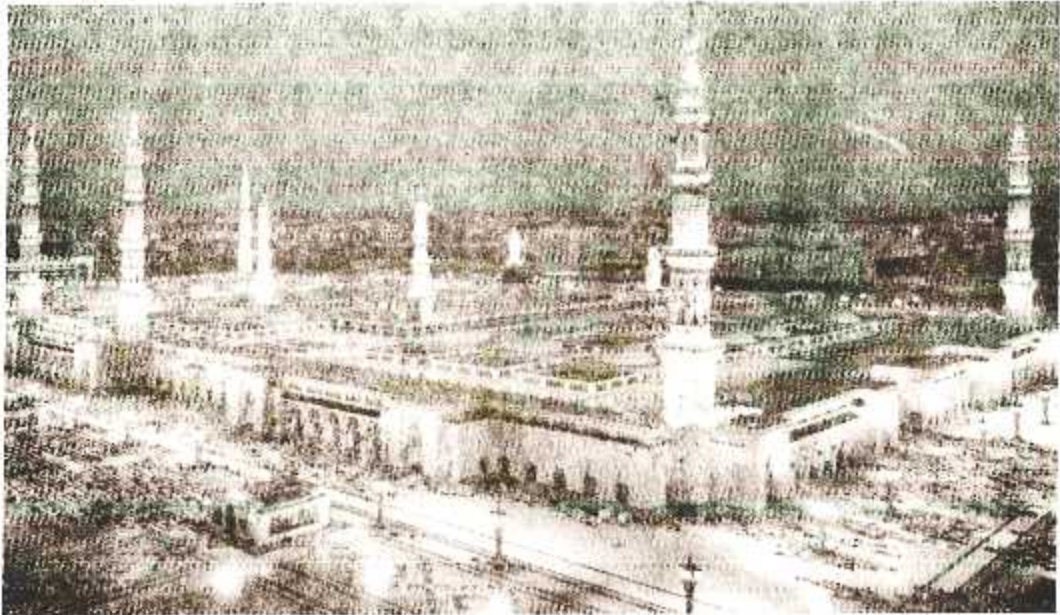
## زندگی نامہ

سوانح لفظ ”سائخ“ کی جمع ہے، جس کے معنی حادثہ یا واقعہ کے ہیں اور عام طور پر اس سے ناپسندیدہ واقعہ مراد لیا جاتا ہے۔ اردو میں کسی کی زندگی کے حالات و واقعات بیان کرنے کو سوانح نگاری کہتے ہیں لیکن فارسی میں اس مطلب کے لیے لفظ ”زندگی نامہ“ کا استعمال کرتے ہیں جو زیادہ مناسب اور درست ہے۔



## سادتی اعظم

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انسانہای گم گشتہ را براہ راست آورده ذہن انسانی را از زنجیرهای اوہام آزادی بخشیدند۔ وی نجات دهندهٔ ہمہ اقسام اسیری بنی نوع بشر بوده و میان انسانہا مساوات کامل برقرار کردند۔



میان قبائل عرب ہاشمیان محترم بودند۔ عبداللہ، خوردترین پسر عبدالمطلب، یکی از بزرگان قبیلہ ہاشمی بودہ و ہمسرش حضرت آمنہ نام داشت۔ دوران حمل آمنہ، عبداللہ ازین جہان بگذشت و بیستہم ماہ آوریل (اپریل) پنج صد و ہفتاد و یک میلادی (عیسوی) بروز دوشنبہ وی را فرزندی زادہ شد کہ نامش محمد (ﷺ) داشتند۔ در عمر بیشش سالگی مادرش ہم این جہان را وداع گفت و یک سال پس از ان پدر پدرش عبدالمطلب نیز درگذشت۔ پس

لالہ دجل (برائے درجہ نم)

ازان برادر پدیر محمد (ﷺ) کہ نامش ابوطالب بود، وی را پرورانید۔ محمد (ﷺ) از همان دوران کودکی صابر و شاکر، نیک دل، پاکیزہ اخلاق و صادق و امین بودہ اند۔

محمد (ﷺ) از آغاز، در غار حرا کہ نزو مکہ است، عبادت خدای واحد در تنہائی گوشہ صہمی کردند۔ در چہل سالگی اعلان نبوت فرمودند و از همان روز تبلیغ دین اسلام آغاز کردند۔ ازین سبب اہل قریش وی را بسیار اذیت ہا دادند تا وی از طریق دین الہی برگشتہ بشود۔ ولی آنحضرت (ﷺ) ازین کار خدا ﷻ گونہ انحراف نکردند۔ پس از برداشتن مصائب گوناگون از مکہ بہ مدینہ ہجرت کردند۔ سال ہجری ازین سال بہ شمار آورده شدہ است۔

گذشتہ از جنگ ہای با مکیان ہمراہ ۱۰ ہزار صحابہ از مدینہ بر مکہ حملہ آور شدند و بدون ﷻ گشت و خون ریزی فتح بر آنہا یافتند و تمامی مظالم و ستم ہای پارینہ را یکسر فراموش کردند و اعلان عفو عام نمودند۔ سرانجام مردمان از ہر جانب برای قبول دین اسلام جوق در جوق شتافتند۔

رسول پاک بسال دہمین ہجری عازم سفر حج شدند و باین موقع خطبہ ای ارشاد فرمودند کہ مغز و خلاصہ تعلیمات اسلامی بودہ۔ برای مساوات عام تلقین نمودند و فقط اعمال صالح و نیک را معیار و میزان بزرگی قرار دادند۔ حقوق زنان را بر مردمان لازم نمودند و غلامان را آزاد ساختند و نصائح برای پرستیدن خدای واحد و عبادات و صوم و صلوة و اخلاق حسنہ تاکید کردند۔ پس ازین حج کہ حجۃ الوداع می گویند، بتاریخ بیست و ہفتم ماہ مہ (مہی) سال شش صدوی و دو میلادی (عیسوی) با خالق حقیقی واصل گشتند۔

ہر یک از لحاظ زندگانی پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم برای انسانہای دنیا سزاوار تقلید و پیروی و موجب خیر و برکت ہر دو جہان است۔

(یکی از عاشقان رسول ﷺ)



## مشکل الفاظ کے معانی

ہدایت کرنے والا، راہِ راست پر لانے والا	=	ہادی
سب سے بڑا	=	اعظم
راستہ بھولا ہوا، بھٹکا ہوا	=	گم گشتہ راہ
وہم کی جمع، وسوسہ، فاسد خیال	=	اوحام
چھٹکا دینے والا، نجات دینے والا	=	نجات دہندہ
سبھی	=	ہمہ
غلامی، قید، گرفتاری	=	اسیری
بنی، ابن کی جمع ہے، اصل جمع بنین ہے لیکن اضافت میں آخری ”ی“ اور ”نون“ ہٹا دیتے ہیں۔	=	بنی نوع
قسم	=	نوع
انسان	=	بشر
درمیان	=	میان
برابری	=	مساوات
قائم کیا	=	برقرار کرو
قبیلہ کی جمع	=	قبائل
مکہ معظمہ کا ایک محترم قبیلہ حاشمی کی جمع	=	حاشمیان
سب سے چھوٹا	=	خوردترین
بیوی یا شوہر	=	ہمسر
فوت کرنا، گزرنہ۔ اس میں ب زائد ہے۔	=	بگذشتن
ولادت پائی، پیدا ہوئے	=	زادہ شد
رخصت ہونا	=	وداع گفتن
دادا	=	پدر پدرش

اللہ دگل (برائے دوچیم)

بھی	=	نیز، ہم
وفات پانا	=	درگذشتن
پرورش کرانا	=	پروراندین
آسی	=	ہمان
بچپن	=	کودکی
صبر کرنے والا	=	صابر
تکلیف	=	اذیت
شکر ادا کرنے والا	=	شاکر
پھر جانا	=	برگشتن
سچ بولنے والا	=	صادق
نافرمانی کرنا، پھر جانا	=	انحراف
دوسروں کی چیزوں کی حفاظت کرنے والا	=	امین
مکہ کے پاس حرانامی پہاڑ میں ایک کھوہ، غار، جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ اس وحی کا پہلا لفظ ہے: اقرا = پڑھو	=	غار حرا
نزدیک	=	نزد
سعودی عرب کا ایک شہر، جہاں خانہ کعبہ واقع ہے	=	مکہ
سعودی عرب کا ایک شہر جہاں رسول اکرم کا مزار اقدس ہے	=	مدینہ
ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جانا (مراد ہے ہجرت کر کے رسول پاک کا مکہ سے	=	ہجرت
مدینہ تشریف لانا)		
س لانا، شمار کرنا	=	بہ شمار آوردن
گذرا ہوا	=	گذشتہ
بغیر	=	بدون
پرانا	=	پارینہ



لالہ وحید (برائے درجہ نم)

بالکل	=	یکسر
عام معافی	=	عفو عام
آخر کار	=	سرا انجام
دوڑ پڑے	=	شتاقتند
ارادہ کرنے والا	=	عازم
خلاصہ	=	مغز
تعلیم دینا، سمجھانا	=	تلقین
عمل (کام) کی جمع اعمال، صالحہ = نیک، نیک اعمال	=	اعمال صالحہ
کسوٹی، ترازو، مراد پرکھنا	=	معیار و میزان
اچھے اخلاق	=	اخلاق حسنہ
ملنے والا	=	واصل
لمحہ کی جمع، اوقات	=	لمحات
لائق	=	سزاوار
پیروی کرنا	=	تقلید
لائق، ضروری اور لازم کرنے والا	=	موجب
بھلائی، اچھائی	=	خیر

### غور کرنے کی باتیں

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو بطور احترام سیرت النبی ﷺ بھی کہتے ہیں۔

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مسلمانوں کی نگاہ میں بہت زیادہ محبوب اور محترم ہے۔ اس لیے آپ کے حالات اور سیرت کو پڑھنا، سننا اور لکھنا کارِ ثواب میں داخل ہے۔ اسی لیے آپ کی سیرت اور حیاتِ طیبہ پر





چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کتابیں ہر زبان میں موجود ہیں۔ مضمون نگار نے اپنے مختصر مضمون میں آپ ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات کو سمیٹ لیا ہے۔

- ❖ طلبہ کو اس موضوع پر اچھی اچھی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے، تاکہ وہ اپنے پیغمبر آخر الزماں کی زندگی کو پوری طرح جان سکیں اور آپ ﷺ کے اخلاق پر عمل کر کے اچھے انسان بن سکیں تاکہ معاشرے میں بہتری آئے۔
- ❖ فارسی میں ادب و احترام کے پیش نظر صیغہ واحد غائب کے لیے جمع غائب کا فعل لایا جاتا ہے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جہاں جہاں افعال کا استعمال ہوا ہے جمع غائب کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہی طریقہ اردو میں بھی رائج ہے۔

### معروضی سوالات

- ۱- لفظ سوانح کا واحد بتائیے۔
- ۲- رسول پاک ﷺ کی ولادت کب ہوئی؟
- ۳- رسول پاک ﷺ کی والدہ کا نام بتائیے۔
- ۴- غار حرا کہاں ہے؟
- ۵- رسول پاک ﷺ کس سال حج کے لیے تشریف لے گئے؟
- ۶- درج ذیل کے معنی بتائیے۔  
پرورانیدن، گوناگون، اخلاق حسنہ، سزاوار
- ۷- داخل نصاب مضمون کا خلاصہ لکھیے۔
- ۸- رسول پاک ﷺ کی تعلیمات سے اپنی واقفیت ظاہر کیجیے۔

مشق

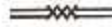
رسول پاک ﷺ کی سیرت پر کتابیں پڑھیے۔

## حکایت

حکایت یا قصہ کہنا اور سننا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس لیے حکایتوں اور قصوں کی روایت دنیا کی ہر قوم میں ابتدائے عہد تاریخ سے پائی جاتی ہے۔ ایران میں بھی اس کی روایت عہد قدیم سے پائی جاتی ہے۔ لیکن زیادہ تر ایسے قصے مافوق البشر ہستیوں سے متعلق ہوتے تھے، جن کو داستان کہا جاتا تھا۔ ان داستانوں میں ایک داستان سے دوسری اور دوسری سے تیسری داستان نکلتی رہتی تھی اور یہ سلسلہ بہت دور تک چلتا رہتا تھا۔ داستان الف لیلہ اور حاتم طائی اسی طرح کی داستانیں ہیں۔

بعد میں چھوٹی چھوٹی نصیحت آموز کہانیوں کا دور شروع ہوا۔ یہ قصے چھوٹے اور پند آموز ہوتے تھے۔ فارسی میں گلستان، انوار سہیلی وغیرہ میں اسی طرح کی حکایتیں ہیں۔

ایران کے دور مشروطہ اور اس کے بعد فارسی میں جدید کہانیوں کا دور شروع ہوا۔ ایسی کہانیوں کو فارسی میں داستان کوتاہ کہتے ہیں۔ داستان کوتاہ میں صرف زندگی کے کسی ایک واقعہ کو پیش کیا جاتا ہے۔



(1)

## عروسی رستم

روزی رستم، پهلوان دلیر ایران، بر رخس نشست و برای شکار به صحرارفت۔ در نزدیکی کشور توران، به دشتی رسید که گورخرفراوان داشت۔ با شادی بسیار گورخری شکار کرده از خار و خاشاک و شاخه های خشک آتشی افروخت و کبابی پخت و پس از خوردن در سایه درختی به خواب خوش فرو رفت۔

در این وقت چند تن از سواران تورانی که از آنجای گذشتند چون رستم را خفته دیدند، رخس را با کوشش بسیار بلند آوردند و با خود بردند۔ رستم بیدار شد و هر چه به اطراف نگرست رخس را ندید، ولی چون جای پای او را می شناخت به دنبالش براه افتاد تا به شهر سمنگان رسید۔

پادشاه سمنگان چون از آمدن رستم با خبر شد، او را به کاخ خود برد و با مهربانی بسیار از او پذیرایی کرد و قول داد که رخس را پیدا کند۔ سپس دختر خود تهینه را نیز به او داد۔ رستم از این پیشامد بسیار خوشحال شد۔ چون هم با تهینه دختر زیبای شاه سمنگان، عروسی کرد و هم رخس را بدست آورد۔ رستم آن شب را در سمنگان گذراند۔ چون صبح شد مهربان ای به یادگار به تهینه داد و او را وداع کرد۔ سپس از شاه سپاس گزاری کرد و بر رخس نشست و چون باد به سوی سیدستان تاخت۔

(ماخوذ از فارسی سوم دبستان ایران)



### مشکل الفاظ کے معانی

شادی	=	عروسی
رستم کے گھوڑے کا نام، سفید و سرخ رنگ کا گھوڑا	=	رخش
جنگل	=	صحرا
ملک	=	کشور
ایک جنگل (دشت + ی)	=	دشتی
گدھے جیسی شکل کا جنگلی جانور، جس کا جسم پیلا ہوتا ہے اس پر سیاہ ڈور کی لکیریں ہوتی ہیں۔	=	گورخر
کاشا، ناگوار	=	خار
کوڑا کرکٹ	=	خاشاک
آگ روشن کیا	=	آتش افروخت
جسم، بدن	=	تن
گزر رہے تھے	=	می گذشتہ
لے گئے	=	بردند
دیکھا	=	نگریست
پیر کے نشان	=	جای پائی
پچپان، پچپانا	=	شناخت
دنبال + ش، دنبال = پیچھے، ش = اس کا = اس کے پیچھے	=	دنبالش
کسی چیز کا پیچھا کرنا، دم، پونچھ، یہاں اس سے مراد گھوڑے کا پیچھا کرنا ہے۔	=	
راستہ اختیار کیا، چل پڑا	=	براہ افتاد
اس کے بعد	=	سپس
ایران کا ایک شہر	=	سمنگان
محل، بلند عمارت	=	کاخ
دوڑایا	=	تاخت

لالہ گل (برائے دوپہر)

## غور کرنے کی باتیں

❖ فردوسی کو ایران کا قومی شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ محمود غزنوی کے عہد سے اس کا تعلق تھا۔ فارسی ادب کا وہ باکمال شاعر گزرا ہے، جس کے بغیر فارسی ادب کی تاریخ نامکمل سمجھی جاتی ہے۔ اس نے شاہنامہ جیسی لازوال تصنیف پیش کر کے عالمی ادبیات میں فارسی زبان کی نمائندگی کی اور فارسی ادب کو لازوال خزانہ دیا۔ تاریخ ادبیات ایران میں ڈاکٹر رضادادہ شفق لکھتے ہیں کہ ”فردوسی کا سنہ ولادت صحیح طور پر تو معلوم نہ ہو سکا۔ ہاں شاہنامہ کے اختتام کے ضمن میں جو اشارے ملے ہیں ان کی روشنی میں قیاس آرائی کی جاسکتی ہے کہ وہ ۳۲۳ھ یا ۳۳۰ھ کے قریب پیدا ہوا۔ فردوسی کا تخلص فردوسی اور نام ابوالقاسم ہے۔ ولادت کے سلسلے میں مختلف رائیں ہیں۔ نظامی عروضی سمرقندی کی کتاب چہار مقالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ طوس میں باڑگاؤں میں پیدا ہوئے اور



والد کا نام علی تھا۔ شاہنامہ کے اشعار اور چہار مقالہ کی تحریر سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ فردوسی دیہات کا رہنے والا تھا۔ دھیرے دھیرے مختلف علوم کو حاصل کیا۔ فردوسی کی زندگی کا آخری دور بہت مفلسی اور شکستہ حالی میں گزرا۔

❖ ”عروسی رستم“ میں شاہنامے کی منظوم حکایت کو مختصر طور پر سنٹر میں پیش کیا گیا ہے۔ اس حصے میں رستم کی شادی کا حال بیان ہوا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز رستم گھوڑے پر (جس کا نام ”رخش“ تھا) بیٹھ کر

طوس میں فردوسی کا مقبرہ

شکار کے لیے توران ملک کے نزدیک ایک جنگل میں گیا جہاں گورخر کافی تعداد میں تھے رستم نے بہت سارے گورخروں کا شکار کیا اور خشک ٹہنیوں اور گھاس پات اور کانٹے سے آگ جلا کر کباب تیار کیا، حکم سیر ہو کر کھایا اور پھر ایک درخت کے نیچے آرام سے گہری نیند سو گیا۔

اسی درمیان تورانی سپاہیوں کا ایک دستہ اُس جگہ سے گزرا جب رستم کو گہری نیند میں سوتا ہوا دیکھا تو رخس گھوڑے کو بہت دشواری کے ساتھ اپنے قبضے میں کیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ رستم کی نیند کھلی تو چاروں طرف دیکھا لیکن گھوڑے کو نہیں پایا۔ گھوڑے کے پیر کے نشانات جگہ جگہ ملے، رستم ان نشانوں کے سہارے چلتے ہوئے شہر بسنگان تک پہنچ گیا۔

بادشاہ سمنگان کو رستم کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ اُسے خود اپنے محل میں لے گیا اور خوب خاطر و تواضع کی اور وعدہ کیا کہ رخش کو ڈھونڈ لیا جائے گا۔ اپنی بیٹی تہینہ کو رستم کے حوالے کر دیا۔ رستم اس پیش کش سے کافی خوش ہوا۔ جب شاہ سمنگان کی خوبصورت لڑکی تہینہ سے اُس کی شادی ہو گئی اور اپنا گھوڑا رخش بھی اُسے مل گیا تو رستم نے وہ رات سمنگان میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو یادگار کے طور پر ایک مہرہ کا تحفہ تہینہ کو پیش کیا اور بادشاہ کا شکر گزار ہوا۔ پھر اپنے گھوڑے رخش پر سوار ہو کر ہوا کی مانند سیستان کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کہانی سے رستم کی بہادری اور وطن پرستی کے ساتھ شکار کے شوق کا علم ہوتا ہے۔ اُس کی شادی کس سادگی کے ساتھ ہوئی اس سے بھی واقفیت ہوتی ہے۔

❖ عہد قدیم سے ایران میں شاہنامہ لکھنے کا رواج موجود ہے۔ بادشاہوں، وزیروں، پہلوانوں، سرداروں، عالموں، فاضلوں کے کارنامے ہمیشہ ضبط تحریر میں لائے جاتے رہے ہیں۔ ایرانیوں کو اسلاف کے حالات زندگی لکھنے کا بڑا شوق تھا۔ جو آگے چل کر ایرانی ادب کا جزو بن گیا۔ فردوسی نے اپنے عہد تک کا مکمل شاہنامہ نظم کیا ہے۔ شاہنامہ کی بنیاد روایتی داستانوں پر رکھی گئی ہے۔

شاہنامہ کی ابتدا میں حمد و نعت اور صحابہ کی تعریف میں جو شعر کہے گئے ہیں وہ معنی و مطالب کے لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ایرانی بادشاہوں کی داستان شروع ہوتی ہے۔ ابتدا میں ”کیو مرث“ کا ذکر آتا ہے جو ایران کا پہلا داستان بادشاہ کہا جاتا ہے۔ آخر ہوتے ہوتے پچاس بادشاہوں کا ذکر آتا ہے۔ قدیم شاہانہ دور میں پہلوانوں کی لڑائی اور شجاعت کا ذکر بھی بڑے فنکارانہ طور پر پیش کیا گیا ہے۔

شاہنامہ کا سب سے بڑا حصہ ”کیکاؤس“ کے دور حکومت پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس بادشاہ کے عہد میں ہی رستم و سہراب کی شجاعت کے واقعات ملتے ہیں۔ شاہنامہ رزمیہ شاعری کی بہترین مثال ہے اس میں تقریباً ساٹھ ہزار اشعار ہیں۔



### معروضی سوالات

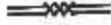
- ۱- ایران کا قومی شاعر کے تسلیم کیا جاتا ہے؟
- ۲- فردوسی کا اصل نام کیا ہے؟
- ۳- فردوسی کی ولادت کس گاؤں میں ہوئی؟
- ۴- فردوسی کی تصنیف کا کیا نام ہے؟
- ۵- فردوسی کا آخری دور کیسا گزرا؟
- ۶- فردوسی کے والد ماجد کا نام کیا ہے؟
- ۷- شاہنامہ فردوسی میں سب سے پہلے کس بادشاہ کا ذکر آتا ہے؟
- ۸- ایران کا پہلا داستان بادشاہ کون ہے؟
- ۹- شاہنامہ کا بیشتر حصہ کس کے دور حکومت پر روشنی ڈالتا ہے؟
- ۱۰- شاہنامہ میں کتنے اشعار ہیں؟
- ۱۱- شاہنامہ میں کتنے بادشاہوں کا ذکر آیا ہے؟
- ۱۲- رستم کے گھوڑے کا رنگ کیا تھا؟
- ۱۳- رستم شکار کے لیے کس ملک کے جنگل میں گیا؟
- ۱۴- رستم کی شادی کس بادشاہ کی لڑکی سے ہوئی؟
- ۱۵- رستم کی شریک حیات کا نام بتائیے۔
- ۱۶- رستم اپنے گھوڑے کو لے کر کہاں گیا؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- فردوسی کے حالات زندگی پر روشنی ڈالیے۔
- ۲- فردوسی کے شاہنامہ پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔
- ۳- حکایت عروسی رستم کا خلاصہ لکھیے۔

مشق

- ۱- اس حکایت میں سمزگان اور سیدستان شہروں کے نام آئے ہیں ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔
- ۲- اس حکایت سے فعل ماضی مطلق کو چینی اور انھیں مضارع میں تبدیل کریں۔
- ۳- مندرجہ ذیل افعال کے مصادر لکھیے:  
نگریست شناخت گزشتہ آورو دیدند افروخت





(۲)

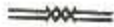
## تشنگی علم



ابو ریحان البیرونی

مردی پیر که سالهای زندگیش به هفتاد و هشت رسیده بود، در رحمت خواب ناخوشی، آخرین دهمهای عمر را می گزرانید. خویشانش با چشم های اشکبار نگران حال او بودند. هنگامی که نفس وی بشمار افتاد، یکی از دوستانش که عالم بود بر بالین او حاضر گشت و با غمی فراوان حال وی را پرسید. مرد مریض با واژه های بریده و کوتاه از یار عالم خود تقاضا کرد که یکی از مسئله های علمی را که وقتی با او در میان گذاشته بود، دوباره بگوید. عالم گفت: "ای یار عزیز، حالا در چنین وضعیت ناتوانی چه جای این سوال است؟" ناخوش با ناراحتی جواب داد: "کدام یک. زمین دو خوبتر است، این مسئله را بدانم و در گزرم یا نادانسته و نادان بمرم؟" مرد عالم مسئله را دوباره گفت بعد از جای بلند شد و یار ناخوش را ترک کرد. هنوز چند گامی دور نشده بود که شیون از منزل مریض بلند شد و وقتی که پریشان برگشت، مریض چشم از دنیا بسته بود. مردی که در لحظه مردن هم تشنه یادگیری و کسب علم بود، ابو ریحان بیرونی بود.

(ماخذ "آزفا" ج ۳، به تلخیص و تصرف)



## مشکل الفاظ کے معانی

پیماس	=	تفنگی
بوڑھا	=	پیر
اس کی زندگی	=	زندگیش (زندگی + اش)
ستر (۷۰)	=	ہفتاد
اٹھتر (۷۸)	=	ہفتاد و ہشت
بستر	=	رحمت خواب
پیماری	=	ناخوشی
بستر عیال	=	رحمت خواب ناخوشی
لحم، سانس	=	دم
زندگی کے آخری لمحات یا آخری سانس	=	آخرین دمہای عمر
سانس لینا	=	دم گزرائیند
رشتہ دار، اپنے لوگ	=	خویشان
روتی ہوئی آنکھیں، آنسو بہاتی آنکھیں	=	چشمِ حای اقلبار
اس کا حال دیکھ رہے تھے	=	نگرانِ حال او بودند
وقت، زمانہ	=	ہنگام
جب، جس وقت	=	ہنگامی کہ
سانس، (جمع: انفاس)	=	نفس
وہ	=	وی
سانس اکھڑنے لگتا، چند سانس رہ جانا	=	نفس بشمارہ افتاد
دوست	=	یار
سرہانہ، تکیہ	=	بالین

لازمی (برائے درجہ)

زیادہ	=	فراوان
بہت ہی ٹم کے ساتھ، انتہائی دکھ کے ساتھ	=	باغی فراوان
لفظ، کلمہ	=	واژہ
ٹوٹے ٹوٹے الفاظ	=	واژہ حای بریدہ
چھوٹا	=	کوٹاہ
خواہش، مطالبہ	=	تقاضا
اس کے سامنے پیش کیا تھا	=	درمیان اوگزاشتہ بود
اس وقت، اب	=	حالا
ایسا	=	چنین
حالت، کیفیت	=	وضعیت
کمزوری	=	نا توانی
موقع، جگہ	=	جای
اس سوال کا کیا موقع ہے؟	=	چہ جای این سوال ست؟
بیمار	=	ناخوش
تکلیف، بے چینی، مراد ہے ایک قسم کی ناگواری	=	ناراحتی
کون	=	کدام
ان دونوں میں سے کون، یہاں مراد ہے کونسی بات	=	کدام یک ازین دو
بہتر، زیادہ اچھا	=	خوب تر (خوب + تر)
مرنا، دنیا سے گزر جانا	=	درگذشتن
بغیر جانے ہوئے اور بغیر سمجھے ہوئے، مراد ہے لامبھی اور جہالت کے ساتھ	=	نادانستہ و نادان
اس کے بعد	=	بعداً
اپنی جگہ سے اٹھنا، کھڑے ہونا	=	ازجا بلند شدن
جدا کرنا، چھوڑنا	=	ترک کردن

یار ناخوش رات ترک کرد	=	مراد یہ ہے کہ بیمار دوست کو الوداع کہا، اس سے رخصت ہوا
ہنوز	=	ابھی، اب تک
گام	=	قدم
شیون	=	درونے کی آواز، گریہ و ماتم
منزل	=	مکان، گھر
پریشان	=	مصیبت زدہ، حیران، مراد ہے حواس باختہ
برگشتن	=	لوٹنا، واپس ہونا
لحظ سردن	=	مرتے وقت، موت کا لمحہ، آخری وقت
تشنہ	=	پیا سا، سنسکرت لفظ ترشٹا سے بنا ہے
یادگیری	=	سیکھنا
کسب علم	=	علم حاصل کرنا



## غور کرنے کی باتیں

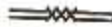
❖ ”تفکری علم“ ایک ۷۸ سالہ بوڑھے آدمی کی کہانی ہے، جو بسترِ علالت پر پڑا تھا اور اپنی زندگی کی آخری سانسیں گن رہا تھا۔ اس کے رشتہ دار، اس کے پاس جمع تھے اور ان کے چہروں سے غم جھلک رہا تھا کہ اسی دوران، اُس بوڑھے کا ایک عالم دوست اس کی عیادت کے لیے آیا اور اس کا حال پوچھنے لگا۔ اس جاں بلب مریض نے کچھ اور کہنے کی بجائے، ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں، اپنے اس دوست سے، اُس علمی مسئلہ کو ایک بار پھر بتا دینے کا تقاضہ کیا جو کبھی وہ اس کی زبانی سن چکا تھا۔ یہ مطالبہ سن کر اُس عالم دوست نے کہا کہ اس کمزوری کے عالم میں، اس وقت ایسے سوال کا کیا موقع محل ہے؟ یہ سنتے ہی وہ بوڑھا مریض بے چین ہوا تھا اور اُس نے پوچھا کہ ان دو باتوں میں سے زیادہ اچھا کیا ہے؟ اس مسئلہ کو جان لینے کے بعد دنیا سے گزرنا، یا اُسے جانے بغیر دنیا سے چلے جانا۔ بہر حال اس کے عالم دوست نے اُسے وہ مسئلہ دوبارہ بتا دیا اور پھر واپسی کے لیے اُٹھ کھڑا

لالہ وگل (برائے درجہ نم)

ہوا۔ ابھی وہ اپنے دوست سے رخصت ہو کر چند قدم ہی چلا تھا کہ گھر سے رونے پینے کی آواز آنے لگی۔ وہ فوراً ہی لوٹا، مگر جب تک وہاں پہنچا، اس وقت تک وہ بیمار بوڑھا، دنیا سے جا چکا تھا۔ یہ ابوریحان بیرونی کے مرض الموت کا قصہ ہے اور اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ زندگی میں علم حاصل کرنے کا کوئی موقع اور کوئی لمحہ ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ علم کا حریص ہونا چاہیے اور مہد سے لحد تک علم کی جستجو میں لگے رہنا چاہیے۔

❖ اس حکایت سے ایک اہم سبق ہی نہیں ملتا ہے بلکہ غور کریں تو کچھ اور باتیں بھی سمجھ میں آسکتی ہیں مثلاً یہ کہ البیرونی کی وفات ۷۸ سال کی عمر میں ہوئی، اس کی وفات کے وقت اس کے رشتہ دار اس کے پاس موجود تھے۔ سب سے آخری شخص جو اس سے ملاقات کے لیے آیا، وہ اس کا ایک عالم دوست تھا۔ جو بات البیرونی کی ”آخری خواہش“ ثابت ہوئی، وہ علمی مسئلہ کو جاننا تھا۔ اس حکایت سے اتنا ہی اندازہ نہیں ہوتا کہ البیرونی حصول علم کا دیوانہ اور حریص تھا بلکہ اس حکایت میں گفتگو کا ایک حصہ یہ بھی بتا دیتا ہے کہ البیرونی کا فلسفیانہ دماغ آخر آخر وقت تک اپنا کام کر رہا تھا اور بیماری کی وجہ سے اس کی آواز چاہے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی مگر بستر مرگ پر بھی وہ دوسروں کو اپنی بات سے قائل کر لینے کی زبردست صلاحیت رکھتا تھا۔

❖ حکایتیں ہر زمانے میں لکھی جاتی رہی ہیں اور وہ اپنے زمانے کے طرز تحریر کا پتہ دیتی ہیں۔ یہ حکایت جدید فارسی زبان میں ہے اور اس سے زبان کے بہت سارے نئے محاورے، جدید الفاظ اور لکھنے کے نئے طرز ہمارے سامنے آتے ہیں مثلاً اس میں بیمار کے لیے ”ناخوش“ اور بیٹھی ہوئی حالت میں، اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہونے کے لیے، ”از جا بلند شدن“ کا استعمال ہوا ہے۔



### معروضی سوالات

- ۱- بوڑھے کی عمر کیا تھی؟
- ۲- جس بوڑھے کی کہانی لکھی گئی ہے، اس کا نام کیا ہے؟
- ۳- بوڑھے آدمی کا دوست کون تھا؟

- ۴- بوڑھے کی عیادت کے لیے سب سے آخری آدمی کون آیا؟  
۵- بوڑھے نے آنے والے دوست سے کس بات کا تقاضا کیا؟  
۶- لفظ ”ذم“ کا مترادف کیا ہے؟  
۷- رونے دھونے کی آواز کو کیا کہتے ہیں؟  
۸- ”وضعیت ناتوانی“ کا معنی کیا ہے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- ”تفصیلی علم“ کا خلاصہ لکھیے۔  
۲- اس حکایت سے کیا پیغام ملتا ہے؟ بتائیے۔  
۳- اس حکایت سے بوڑھے کی شخصیت کے کون کون سے پہلو سامنے آتے ہیں۔  
۴- معنی لکھیے:  
از جا بلند شدن دم گزرانیدن نفس بشماره افتادن درگذشتن

### مشق

- ۱- ابوریحان بیرونی کے حالات جمع کیجیے۔  
۲- درج ذیل افعال کے معانی لکھیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے۔  
رسیدہ بود می گزرانید بگوید بدانم درگزرم  
۳- ”هفتاد“ دہائی کا عدد ہے۔ اس طرح فارسی میں دس سے توے تک عدد لکھیے اور خانہ پر کیجیے۔

صد			هفتاد						
----	--	--	-------	--	--	--	--	--	--



## مضمون

انسان دوسرے جانداروں کے خلاف اپنے گرد و پیش کی چیزوں کو دیکھتا ہے، تو ان پر غور کرتا ہے۔ ان کی شکل و شباہت، ان کی حرکات و سکنات، ان کی افادیت اور نقصانات، ان کے حصول کے طریقے اور مضراشیا سے بچنے کے ذرائع، یہ سب باتیں اس کے ذہن میں آتی ہیں اور جب وہ ان سب کو قلمبند کرتا ہے تو یہی تحریر مضمون کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انسان کے دل میں مرئی یا غیر مرئی چیزوں کو دیکھ کر جو تاثرات پیدا ہوتے یا جو خیالات پروان چڑھتے ہیں، انھیں کو مختصر الفاظ میں ترتیب کے ساتھ دل نشیں انداز میں پیش کیا جائے تو اسے ”مضمون“ کہتے ہیں۔ مختصر لفظوں میں جس نثری عبارت میں کسی عنوان پر اس کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے دلنشیں پیرائے میں اظہار خیال ہو، جس کو پڑھ کر قاری مطمئن اور متاثر ہو جائے، اس کو ”مضمون“ کہتے ہیں۔

خیالات کے اعتبار سے مضمون کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں:

(۱) معلوماتی (۲) تاثراتی

معلوماتی مضامین کے تحت جمادات، نباتات اور حیوانات پر مضامین آتے ہیں۔ سوانح عمریاں، اقوام و ملل کی تاریخیں، تاریخی عمارات وغیرہ پر مضامین کو حکائی مضامین کہا جاتا ہے۔ تاثراتی مضامین کے تحت ہمدردی، اخوت، حب وطن، سخاوت، بزدلی، شجاعت وغیرہ پر مضامین آتے ہیں۔ علمی، معاشی، سائنسی، مذہبی وغیرہ مضامین بھی اسی کے تحت آتے ہیں۔ لیکن ہر ایک کے لکھنے کے اجزاء ترکیبی الگ الگ ہیں۔ مضامین کے تین ہی اجزاء زیادہ اہم ہیں:

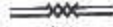
(۱) تمہید (۲) تاثرات (۳) نکلہ

اظہار خیال کے لیے مضمون نگاری پر پوری دسترس ہونی چاہیے۔ اسی صورت میں انسان کامیاب مصنف اور انشا پرداز ہو سکتا ہے۔

زمین و آسمان کی مخلوق، انسانوں کی صفت، موسم، فضا وغیرہ پر چند جملے یا کئی صفحات ایسا لکھنا کہ اُس چیز کی مکمل

معلومات ہو۔ اُس کی خوبیاں، خرابیاں، فائدے اور نقصانات سے بھی واقفیت ہو جائے اُسے مضمون کہتے ہیں۔ مضمون کے موضوعات مثلاً آفتاب، گائے، سچائی اور اس قسم کے ہزاروں عنوانات ہو سکتے ہیں۔

مضمون عام طور پر تین حصوں میں ہوتا ہے پہلے حصے میں عنوان سے واقفیت کرائی جاتی ہے، دوسرے حصے میں اس کی حالت و کیفیت، فائدے اور نقصانات وغیرہ کو بیان کیا جاتا ہے اور آخر میں پوری گفتگو کا نچوڑ پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون لکھنے کا فن دنیا کی تمام زبانوں میں رائج ہے۔ اس سے عام لوگوں کی واقفیت میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ تلاش کرنے والوں کے لیے ایک بنیاد بنا کرتا ہے۔





(1)

## زبانِ فارسی

فارسی زبانی است کہ امروز بیشتر مردمان ایران و افغانستان و تاجیکستان و قسمتی از ہند و پاک و ترکستان بدان زبان سخن می گویند و نامہ می نویسند و شعری سرایند۔

زبان فارسی یکی از مہم ترین زبانہای جہان و از شاخہای قدیم زبان اصلی ہند و اروپائی است و ادبیاتی دارد کہ تاریخ آن کمابیش بہ دو ہزار و پانصد سال می رسد۔ زبان ایران قدیم دولت داشت۔ یکی اوستائی کہ کتاب اوستا بدان نوشتہ و دیگر پارسی ای باستان کہ سنگہای نیشہ بدان زبان یافتہ می شود۔

جملہ ہای اوستا و فارسی باستان بہ طور کلی سادہ و مفید معنی و بی تکلف است۔ پارسی باستان بہ مرور زمان تحولاتی برخوردار و از حیث قواعد و تلفظ سادہ تر گردید و پہلوی نامیدہ می شد و کتب بسیار در مضامین گوناگون دارد۔ زبان پہلوی با زبان فارسی کنونی قرابت دارد۔ زبان نظم و نثر بعد از اسلام وسعت یافت و بہ اوج ترقی رسید و صدہا شعر او نویسندگان و دانشمندان بزرگ و نامی ظہور کردند۔

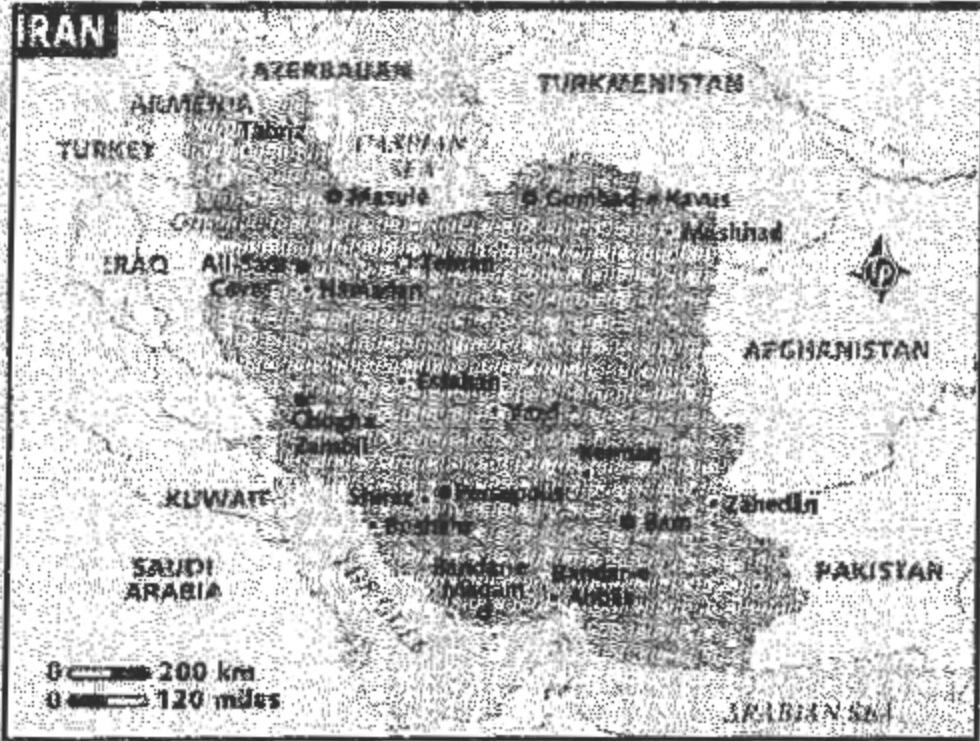
(مرتبین)



### مشکل الفاظ کے معانی

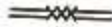
اہم	=	مہم
ایک زبان	=	زبانی (زبان + ی)
آج	=	امروز

زبانیں	=	السنہ (جمع: لسان)
تقریباً کم و بیش	=	کما بیش
قدیم	=	باستان
رفتار	=	مُرد
آئینی حکومت	=	مشروطیت
مردم کی جمع لوگوں	=	مردمان
ڈھائی ہزار	=	دو ہزار و پانصد
فرہنگ، ڈکشنری	=	لغت
پارسیوں کی مقدس مذہبی کتاب کا نام، اس زبان کا نام بھی اوستا ہے	=	اوستا
پتھروں پر کھودی ہوئی تحریریں	=	سنگی نیشہ



## غور کرنے کی باتیں

- ❖ قدیم ایران کی زبان منصرف زبانوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اور اس کا تعلق ہندو اروپائی زبان سے ہے، جس سے دنیا کی بہت سی مشہور زبانیں نکلی ہیں۔ قدیم ایرانی زبان کی کئی شاخیں ہیں۔ ان میں مشہور ترین زبان وہ ہے جو ہخامنشی کے دور کی فارسی قدیم یا فارسی باستان کہلاتی ہے۔ اس زبان میں بادشاہوں نے اپنے مکتوبات اور کتبے لکھے ہیں۔
- ❖ دوسری زبان اوستا ہے جس میں زرتشت کی مذہبی کتاب ہے جس کا نام بھی اوستا ہے۔ اصل میں یہ قدیم ایران کی زبان کی ایک شاخ ہے۔ یہ زبان ایران کے شمال میں مروّج تھی اور زیادہ تر مذہبی رہنماؤں اور مقدس کتابوں کی زبان تھی اس کے آثار کتبوں وغیرہ پر نہیں ملتے۔
- ❖ پہلوی زبان قدیم فارسی کی ایک شاخ ہے یعنی قدیم پارسی کلمات اور کلام کی ترکیب میں زمانے کے ساتھ ساتھ جو تبدیلیاں ہوئیں وہ پہلوی زبان کی صورت میں نمودار ہوئیں بالکل اسی طرح جیسے خود پہلوی بھی بتدریج موجودہ فارسی میں بدل گئی ہے اس لحاظ سے اس زبان کو پہلوی کی بجائے درمیانی فارسی بھی کہتے ہیں۔
- ❖ جیسے جیسے دنیا ترقی کرتی رہی ویسے ویسے فارسی زبان کی بھی ترقی ہوتی رہی۔ موجودہ دور میں فارسی زبان دنیا کی ایک اہم زبان مانی جاتی ہے۔ یہ زبان کم و بیش ڈھائی ہزار سال پرانی ہے۔ فارسی زبان نے اسلام کے بعد کافی ترقی کی اس دور میں قدیم فارسی زبان دو سو سال کی گنتامی کے بعد موجودہ فارسی کی صورت میں نمودار ہوئی۔ اس عہد میں شاعروں نے فارسی زبان میں شعر کہنے شروع کیے اور لکھنے والوں نے فارسی نثر کا آغاز کیا۔ الغرض اس دور میں کئی نامور شعرا و انشاء نگار پیدا ہوئے اور فارسی زبان کی ترقی میں کلیدی رول ادا کیا۔ چنانچہ اس زمانے کے مشہور لکھنے والوں کا تذکرہ اور نام محفوظ ہے۔ موجودہ عہد میں یہ زبان برصغیر کے علاوہ روس سے الگ ہوئے تقریباً سبھی ممالک اور ایران میں بیشتر حصوں میں بولی جاتی ہے۔



## معروضی سوالات

- ۱- کن کن ملکوں کے لوگ فارسی زبان بولتے ہیں؟
- ۲- فارسی زبان کس زبان کی شاخوں میں ہے؟

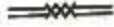
- ۳- فارسی زبان کی تاریخ کتنے برسوں کی ہے؟
- ۴- قدیم فارسی میں زمانے کی رفتار سے جو تبدیلیاں ہوئیں اس زبان کا نام کیا ہے؟
- ۵- ہخامنشی دور کی فارسی کو کیا کہتے ہیں؟
- ۶- زرتشت کی مذہبی کتاب کا کیا نام ہے اور اس کی زبان کیا ہے؟
- ۷- کس دور میں شاعروں نے فارسی میں شعر کہنا شروع کیا؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- فارسی زبان پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔
- ۲- فارسی قدیم پر چند جملے لکھیے۔
- ۳- پہلوی زبان پر چند سطور لکھیے۔
- ۴- اوستائی زبان پر روشنی ڈالیے۔

### مشق

- ۱- پہلوی دور کے نامور بادشاہوں کے نام بتائیے۔
- ۲- مندرجہ ذیل مصادر سے فعل امر بتائیے:  
گفتن رفتن خواندن یافتن گزیدن بردن



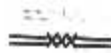
فارسی (برائے درجہ ۱۰)

(۲)

چغند

چغند پرندہ ایست کہ در شب می پرد۔ ما او را در روز نمی بینیم۔ اور اچغند و بوم نیز می گویند۔ بواسطہ تابش آفتاب در روز بخوبی نمی بیند و نیم کور بشود۔ ازین سبب روزها در سوراخهای دیوار یا میان شاخهای درختان می خزند و خود را از نظر مردمان پنهان می سازد۔ چون آفتاب غروب شود و هوا تاریک شود بیرون می آید و به هر طرف می پرد و پرندہ یا موشی پیدا کرده می خورد۔ چشم او در شب تاریک می بیند۔ وقتی که می پرد بالهای او صدای دهد۔ ازین جهت پرندگان و موشها او را نمی بینند و او آنها را می گیرد و می خورد۔ همه پرندگان او را می شناسند۔ اگر در روز او را می یابند دور او جمع شده با چنگ های خود او را نگ می زنند و آن پچاره آنها را نمی بیند۔ ولی چون تاریکی رسد پیر آنها حمله آورند و از چنگ های آنها خود را بر هاند۔

(ماخوذ از نصاب فارسی کتاب دوم، گجرات)



مشکل الفاظ کے معانی

او	=	چغند
اڑتا ہے	=	می پرد
نہیں دیکھتا ہے	=	نمی بینیم

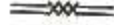
یوم	=	آٹو، مترادف: چغد
نیز	=	بھی
نیم	=	نصف، آدھا، ادھورا
تابش	=	چمک، گرمی
راست	=	سچا
پنیاں	=	چھپانا
ہوا	=	بادل، ابر، فضا
موٹی	=	چوہا (موش + ی = ایک یا کوئی چوہا)
پیدا کردہ	=	تلاش کر کے
بالہائی	=	چلنے، ڈینے
صدا	=	آواز
دور	=	اُرد گرد
چنگ	=	بچہ
لگ	=	چونچ



### غور کرنے کی باتیں

❖ پیش نظر مضمون کا عنوان ”چغد“ ہے جس کے معنی آٹو کے ہیں۔ آٹو کے دن رات کے حرکات و سکنات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ وہ اندھیری رات میں اُڑتا ہے کیوں کہ دن میں اُسے دکھائی نہیں دیتا ہے۔ آٹو دیوار کے سوراخوں اور درختوں کی شاخوں کے درمیان اپنا گھونسل بنا تا ہے اور لوگوں کی نظروں سے چھپا رہتا ہے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو اپنے گھونسلے سے باہر آتا ہے اور اپنا شکار تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ آٹو اپنا شکار اپنے مضبوط پنچے کے ذریعہ کرتا ہے، جس کی وجہ سے چوہے و پرندے آسانی کے ساتھ پکڑ میں آجاتے ہیں۔ کبھی پرندے آٹو کو پہچانتے ہیں اگر پرندے آٹو کو نہیں دیکھ پاتے ہیں تو وہ فوراً اپنے مضبوط پنچے سے ان کا

شکار کر لیتا ہے۔ لیکن اگر دن میں دکھائی دیتا ہے تو دوسرے پرندے اس کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے بچوں اور چونچوں سے اس پر حملہ کرتے ہیں۔ اور جب تاریکی ہو جاتی ہے تو وہ جوابی حملے کر کے خود کو آزاد کر لیتا ہے۔



### معروضی سوالات

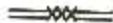
- ۱- آلو کیوں دن میں باہر نہیں آتا ہے؟
- ۲- دن میں وہ کہاں رہتا ہے؟
- ۳- رات میں وہ کیا کرتا ہے؟
- ۴- آلو اپنا شکار کس عضو سے کرتا ہے؟
- ۵- کیا پرندے اُسے پہچانتے ہیں؟
- ۶- آلو دن میں کس سے چھپا رہتا ہے؟
- ۷- غروب آفتاب کے بعد وہ کیا کرتا ہے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- مضمون ”پنجد“ کی تعریف لکھیے اور وضاحت کیجیے۔
- ۲- آلو کے بارے میں چند جملے لکھیے۔
- ۳- آلو اور دوسرے پرندوں کے درمیان فرق ہے، چند جملے بیان کیجیے۔

### مشق

- ۱- درج ذیل الفاظ کے مصادر لکھیے:  
می پرد      نمی بنیم      می گویند      می خورد  
می سازد      نمی دہد      می خورد      می شناسد
- ۲- اپنی پسند سے کسی عنوان پر مضمون لکھیے اور اپنے استاد کو دکھائیے۔



## خطوط

نامہ، مکتوب اور خط جیسے الفاظ بالکل ہی عام فہم ہیں۔ خط لکھنے والا مکتوب نگار اور جسے خط لکھا جائے وہ مکتوب الیہ کہلاتا ہے۔ خط لکھنا ایک فن ہے فارسی میں اس فن پر اہم کتابیں بھی لکھی گئی ہیں اور اس فن کے بہت سے ماہرین بھی گزرے ہیں۔ اس زبان میں بہت ساری شخصیتوں کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ خطوط موجود ہیں جو تاریخی اور دستاویزی اہمیت کے حامل ہیں۔ ”نامہ“ یا خط کی اصل میں دو قسمیں ہیں ایک تو وہی تاریخی اور اصلی خطوط ہیں جو کسی کی طرف سے کسی مقصد کے تحت کسی کو لکھے گئے اور اس کے پاس بھیجے گئے ہیں اس قسم کے خطوط صوفیوں، عالموں، ادیبوں، بادشاہوں اور وزیروں کی یادگاریں ہیں۔ حضرت مخدوم جہاں، حضرت بوعلی قلندر، حضرت اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت شیخ احمد سرہندی، نظام الملک طوسی، رشید الدین فضل اللہ، ابوالفضل، حکیم سعد اللہ، خواجہ محمود گاو، ملّا جامی، مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی، غالب دہلوی اور اورنگ زیب عالمگیر کے فارسی خطوط موجود ہیں۔ چند بھان برہمن اور زیب النساء کے فارسی مکتوبات بھی ملتے ہیں۔

خطوط کی دوسری قسم وہ ہے جو محض نامہ نویسی اور انشائے کافن سکھانے کے لیے تحریر میں آئی ہے۔ یہ دراصل فرضی یا نمونے کے خطوط ہیں۔ ایسے خطوط کے مجموعے ”منشآت“ بھی کہلاتے ہیں۔ چونکہ ہر دور میں نامہ نویسی کے طرز اور اس کے پسندیدہ مزاج میں تبدیلی ہوتی رہی ہے اس لیے ایسے خطوط ہر دور میں لکھے گئے ہیں۔ جدید دور میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

جدید دور میں مکتوب نگاری کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں القاب و آداب بہت مختصر ہوتے ہیں۔ جملے چھوٹے اور مختصر ہوتے ہیں۔ فضول اور غیر ضروری باتوں سے گریز کیا جاتا ہے۔ یہاں جو خطوط شامل درس ہیں وہ آج کی فارسی کے طرز نثر اور موجودہ طرز نامہ نویسی کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں اور اس کی مناسب نمائندگی کرتے ہیں۔





(1)

برادرِ شہباز! سلام و درودهای گرم ما را بپذیرید۔  
نوشته های پُر ارزش شما شامل دو داستان و یک مطلب در مورد جامعه شناسی و هم چنین اشعار دریافت کردم  
و از مطالعه آنها بسیاری استفاده بردیم۔  
چند انتقاد دوستانه هم داریم۔ غلط المائی و تکرار واژه و هم گستگی در نوشته های تان مشاهده می شود۔ اشعار هم  
کمی دور از ضوابط و قالب شعری سروده شده است۔ انشاء اللہ با مطالعه کتب ادبی و آثار نویسندگان توانا و معروف،  
توان نویسنده گی و محتوای مطالب خود را در قالبی نوین و استوار عرضه نمایید۔

باتشکر و سپاس فراوان  
معصوم

(مرغبین)



### مشکل الفاظ کے معانی

دعا	=	درود
پُر اثر دعائیں	=	درودهای گرم
تحریریں، نگارشات	=	نوشته ها
پُر + ارزش = قیمتی	=	پُر ارزش
کہانی، افسانہ، مطلب: مضمون	=	داستان
سلسلہ میں، پارے میں	=	در مورد (در + مورد)

جامعہ	=	ساج، سوسائٹی، یونیورسٹی
جامعہ شناسی	=	علم سماجیات
ہم جنین	=	اسی طرح
دریافت کر دم	=	حاصل کیا، ملا
دریافت شدن	=	حاصل ہوا
استفادہ بردن	=	فائدہ اٹھانا
چند	=	کچھ، تھوڑا
انتقاد	=	تنقید
غلط اِطائی	=	اطلا کی غلطی
تکرار	=	دہرانا
واژہ	=	لفظ، کلمہ
کستگی	=	ٹوٹ پھوٹ، مراد ہے بے ربطی
نوشتہ حایبان (نوشتہ + حای + تان)	=	تمہاری تحریریں
مشاہدہ شدن	=	نظر آنا
کمی دور	=	ذرا دور، ذرا ہٹ کر
ضوابط	=	قواعد، قوانین، واحد: ضابطہ
قالب	=	سانچہ
قالب شعری	=	شاعری کا سانچہ، مراد ہے بحر اور وزن
سرودن	=	نظم کرنا، گانا
آثار	=	تحریریں، واحد: اثر
نویسندگان	=	ادبا، لکھنے والے، نثر نگار، واحد: نویسندہ بمعنی ادیب
توانا	=	طاقتور، زبردست
نویسندگان توانا	=	زور قلم رکھنے والے ادیب



توان	=	طاقت، صلاحیت
نویسندگی	=	تحریر، نگارش
محتوی	=	مشمولات، شامل چیزیں
قالب	=	ڈھانچہ
نویں	=	نیا
استوار	=	مضبوط و مستحکم
توان... عرضہ نمائید	=	تم پیش کر سکتے ہو، سامنے لاسکتے ہو
عرضہ نمودن	=	پیش کرنا
تھکر	=	شکرگزاری
سپاس	=	شکریہ، تعریف
فراوان	=	زیادہ
سپاس فراوان	=	بہت بہت شکریہ



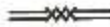
## غور کرنے کی باتیں

- ❖ خط کی اہمیت و ضرورت ہر زمانہ میں رہی ہے اور آج بھی ہے۔ خط کو ”آدھی ملاقات“ اور ”تحریری ملاقات“ کہا جاتا ہے۔ مضمون اور مقصد کے لحاظ سے خط کی مختلف قسمیں ہیں جیسے دوستانہ، نجی اور گھر بلو خط یا پھر کاروباری اور علمی و ادبی خط۔
- ❖ خط لکھنے والے کو ”مکتوب نگار“ اور جس کے نام خط لکھا جائے اُسے ”مکتوب الیہ“ کہتے ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ خط لکھنے والا اپنی شخصیت کو پیچھے رکھتا ہے اور جس کے نام خط لکھتا ہے اس کی شخصیت کو آگے۔ یہی وجہ ہے کہ خط لکھنے والا، مکتوب الیہ کے لیے القاب و آداب اور دعائیہ کلمات پہلے لکھتا ہے اور اپنا نام خط کے آخر میں۔ آپ کے نصاب میں شامل یہ خط شہباز نامی کسی آدمی کے نام ہے اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ دوستانہ اور

علمی خط ہے۔ مکتوب نگار نے اپنے مکتوب الیہ کو ”برادرم“ کہہ کر نام کے ساتھ مخاطب کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہماری طرف سے سلام اور دعائیں قبول کیجیے۔

❖ یہ ایک قسم کا مختصر جوابی مکتوب ہے جو کچھ چیزیں موصول ہونے کی اطلاع دینے اور اس پر علمی اظہار خیال کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ یہ خط کسی ایسے شخص کے نام ہے جس نے خط لکھنے والے کے پاس اپنی دو کہانیاں سماجیات پر اپنا ایک مضمون اور اپنے چند اشعار بھیجے تھے۔ خط میں ان تمام قیمتی تحریروں کی وصولیابی کی اطلاع دی گئی ہے۔ مکتوب نگار نے جہاں ایک طرف ان چیزوں کے مطالعہ سے فائدہ اٹھانے کی بات کہی ہے وہیں اس خط میں، ان تحریروں کے بارے میں یہ نشاندہی بھی کی ہے کہ ان میں اِملاکِ غلطی، تکرار اور بے ربطی نظر آتی ہے اور اشعار بھی شعری ضابطے اور سانچے سے ذرا ہٹ کر کہے گئے ہیں۔ مکتوب نگار نے دوستانہ انداز میں یہ مشورہ دیا ہے کہ اگر آپ ادبی کتابوں اور زور قلم رکھنے والے یعنی صاحب طرز ادیبوں کی تحریروں کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ آپ اپنے مضامین کے مضمولات کو نئے اور مستحکم پیرائے میں سامنے لاسکیں گے۔ آخر میں ایک فقرہ پر خط کو اظہار تشکر کے ساتھ ختم کیا گیا ہے۔

❖ اس خط میں تین باتیں ہیں، تحریروں کے ملنے کی اطلاع، ان میں خامیوں کی نشاندہی اور انھیں سدھارنے کا طریقہ۔ اس طرح یہ خط ایک جوابی مکتوب بھی ہے۔ تنقیدی بھی اور اصلاحی بھی۔ اس سے ہم مضمون نگاری اور شاعری کے بارے میں یہ سیکھ سکتے ہیں کہ اِملاکِ غلطی، تکرار اور بے ربطی سے بچنا چاہیے اور شاعری میں وزن اور بحر کی درستگی کا خیال رکھنا چاہیے۔ خط سے ہمیں یہ بھی ہدایت ملتی ہے کہ اس کے لیے ادبی کتابوں اور مشہور و معتبر ادیبوں کی تحریروں کا مطالعہ، زردی اور مفید ہے۔ علمی تحریروں پر، تنقید کی نشاندہی کیسے کی جائے اور اصلاح کا مشورہ اور طریقہ کیسے بتایا جائے اس کا سلیقہ بھی اس خط کے انداز بیان سے ظاہر ہوتا ہے جو سیکھنے اور سمجھنے کی چیز ہے۔



### معروضی سوالات

- ۱- جس کے نام خط لکھا جائے اُسے کیا کہتے ہیں؟
- ۲- اس خط میں مکتوب الیہ کو کس لقب سے یاد کیا گیا ہے؟
- ۳- خط لکھنے والے کے پاس شہباز نے کیا کیا چیزیں بھیجی تھیں؟

لالہ دگل (برائے درجہ نم)

- ۴- شہباز کا مضمون کس موضوع پر تھا؟
- ۵- ”قالب شعری“ سے کیا مراد ہے؟
- ۶- شہباز کے اشعار میں کیا کمی تھی؟
- ۷- شہباز کی تحریر میں تکرار اور بے ربطی کے ساتھ ساتھ ایک اور کمی کیا تھی؟
- ۸- جامعہ شناسی کس علم کو کہتے ہیں؟
- ۹- ان کی اصل کیا ہے یعنی اس میں کس صیغے کی ضمیریں ہیں؟
- ۱۰- مکتوب نگار نے شہباز کو کن دو باتوں کا مشورہ دیا ہے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- داخل نصاب خط کا مضمون اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔
- ۲- اس خط کی اہمیت کیوں ہے؟
- ۳- درج ذیل کے معنی لکھیے:  
نوشتہ پر ارزش مطلب انتقاد قالب شعری نویندگان محتوی

### مشق

- ۱- اس خط میں آنے والے ان محاوروں کے معنی یاد کیجیے:  
دریافت شدن استفاده بردن مشاہدہ کردن عرض نمودن
- ۲- فارسی میں ایک خط لکھیے اور اپنے استاد سے اصلاح لیجیے۔



(۲)

رفتم دیرینہ سلامت بادا !

خیلی خوش قسم کہ دیروز نامہ شہادیر یا تم و جملہ احوال معلوم گشت۔

مخدوم دارید کہ در پانچ دو شبانہ یوم درنگ آمد۔ زیرا در آن روزها از خانہ دور بودم۔ یادہ، برادر سیفی کہ اورا خوب بدانید، با ہمراہش برای جہاگردی رفتہ بودم۔ اول بہ ناحیہ راجکیر رفتم و سپس بہ آرام گاہ مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد حاضر شدیم این ہر دو جای چنانکہ دانید وہم بدیدہ اید از مقامات تاریخی بشمار می آیند۔ یادہ را اصرار بود کہ برنامہ جہاگردی دراز تر کنیم، لہذا بجز این چارہ نیاتیم کہ بودا گایا (بودہ گیا) ہم برویم کہ آنجا مندر بودلیان جای دیدنی می باشد و سیاحان از جای دور دست بلکہ از کشورہای خارجی ہم آنجا می آیند۔

حالا از تداخل فصلی کم کم ناخوش ہستم، نمی توانم با تفصیل نامہ نگارم۔ اگر ایزد باری خواست زودتر نامہ ای دیگر بشما ارسال بکنم۔ اکنون اجازہ بدهید۔ ہمہ پرسندگان احوال را از طرف من تسلیم فرادانی بگوئید۔ زیاد با تمنیات نیکوترین۔

با محبت های بی پایان

شاهنواز

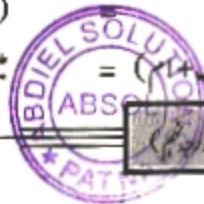
(مرتبین)

مشکل الفاظ کے معانی

رفیق = دوست

سلامت بادا (خدا کرے) سلامت رہو

خوش قسم (خوش + وقت تمام) = میں خوش ہوں، مسرور ہوں



لالہ وحی (مدائے درہم)

دریا فتم	=	حاصل کیا، وصول ہوا
دیروز	=	گزر رہا ہو اگلے
جملہ	=	سب، مترادف: ہمہ
احوال معلوم گشتن	=	حالات سے آگاہی ہونا
معلوم گشت (معلوم + م)	=	مجھے معلوم ہوا
معذور وارید	=	معاف رکھو، مراد ہے معاف کرنا کہ...
پاسخ	=	جواب
شبانہ یوم	=	رات دن
دو شبانہ یوم	=	مراد ہے دو دن
درنگ آمدن	=	دیر ہونا، تاخیر ہونا
زیرا	=	کیوں کہ، اس لیے کہ
آن روزھا	=	اُن دنوں
کہ اورا	=	جس کو، جسے
ہمراہش (ہم + راہ + ش)	=	اس کے ساتھ
چہان گردی	=	سیاحت، گھومنا پھرنا
اقل	=	پہلے
راجپر	=	ریاست بہار میں بہار شریف کے قریب ایک تاریخی مقام کا نام
سپس	=	اس کے بعد، پھر
آرام گاہ	=	آرام کی جگہ، مراد ہے مزار شریف
مخدوم الملک	=	ایک مشہور بزرگ حضرت شیخ شرف الدین بیگنی منیری رحمۃ اللہ علیہ کا لقب
ہر دو	=	دونوں
جا	=	مقام، جگہ
چنانکہ	=	جیسا کہ

شمار ہوتے ہیں، گنے جاتے ہیں	=	بشماری آئید
بار بار تاکید، بار بار مطالبہ	=	اصرار
یہاں مفہوم ہے اشرف کا اصرار	=	اشرف را اصرار
پر وگرام	=	برنامہ
زیادہ لمبا، زیادہ طویل	=	دراز تر
لہذا اس لیے	=	لذا
سوائے	=	بجز
علاج، تدبیر	=	چارہ
بودھ گیا، ایک مشہور تاریخی مقام	=	بودا گایا
بودھ مذہب والے، بودھت	=	بودھیان
قابل دید مقام	=	جاک دیدنی
ہے، ہوتا ہے	=	می باشد
سیاحت کرنے والے، واحد: سیاح	=	سیاحان
دور و دراز	=	دور دست
ملک	=	کشور
بیرون ممالک	=	کشورهای خارجی
ان دنوں	=	حالا
موسم بدلنے کی وجہ سے	=	از تداخل فصلی
تھوڑا سا، کچھ، ذرا	=	کم کم
بیمار	=	ناخوش
خدا نہیں لکھ سکتا ہوں	=	می توانم نامہ نگارم
خدا سے تعالیٰ، اگر ایڑ باری خواست: انشاء اللہ	=	ایزد باری
بہت جلد، جلد ہی، عتقریب	=	زود تر



ارسال کینم	=	بھیجتا ہوں ("ب" زائد ہے)
اجازہ	=	اجازت
پرسندگان	=	پوچھنے والے، واحد: پرسندہ
تسلیم فراوانی	=	بہت بہت سلام و بندگی
تمنیات	=	تمنائیں، واحد: تمنی
نیکو ترین	=	سب سے اچھا
بی پایان (بی + پایان)	=	بے حد، نہ ختم ہونے والا

### غور کرنے کی باتیں

- ❖ آپ کے نصاب میں شامل یہ خط مکتوب نگار نے اپنے کسی پرانے دوست کے نام لکھا ہے اور اُسے "فقیم دریہ" کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے سلامتی کی دعا دی ہے۔ "سلامت باد" کا مطلب ہے خدا کرے تم سلامت رہو۔
- ❖ یہ ذاتی اور دوستانہ نوعیت کا ایک جوابی مکتوب ہے جس میں خط لکھنے والے نے مکتوب الیہ سے بتایا ہے کہ گزشتہ دنوں اس کا خط پا کر اُسے بے حد خوشی ہوئی اور تمام حالات معلوم ہوئے۔
- ❖ یہ جواب، خط آنے کے تیسرے دن لکھا گیا ہے اور اس میں مکتوب نگار نے دونوں کی تاخیر سے جواب دینے کے لیے معذرت چاہی ہے اور اس کی وجہ بھی بتائی ہے۔ مکتوب نگار نے اپنے دوست کو یہ اطلاع دی ہے کہ جن دنوں اُس کا خط آیا، ان دنوں وہ گھر سے دور تھا اور سیفی کے بھائی یادو کے ساتھ سیر و سیاحت کے لیے گیا ہوا تھا۔
- ❖ اس خط میں راجکھم بھائی، حضرت مخدوم الملک کے مزار پر حاضری دینے اور پھر یادو کے اصرار پر، پروگرام کو آگے بڑھاتے ہوئے بودھ گیا جانے اور بودھ مندر دیکھنے کا ذکر ہے، جہاں دور دور سے بلکہ غیر ملکوں سے بھی سیاح آتے رہتے ہیں۔ خط سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ مکتوب الیہ یعنی مکتوب نگار کا دوست، ان تینوں میں سے پہلے دونوں تاریخی مقامات دیکھ چکا ہے۔

- ❖ خط کے آخری حصہ میں مکتوب نگار نے اپنا تازہ حال اور خط کو مختصر کرنے کی وجہ بتائی ہے کہ وہ ان دنوں موسمی علالت کا شکار ہے اور پھر وعدہ کیا ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی وہ دوسرا خط لکھے گا۔
- ❖ مکتوب نگار نے خط کے آخری سطر میں لکھا ہے کہ میری طرف سے تمام پُرسان حال لوگوں یعنی جاننے والوں اور خیر و عافیت پوچھنے والوں کو سلام پہنچا دیں اور پھر ”باتمقیات نیکو ترین“ لکھ کر خط ختم کر دیا ہے۔ یہ آخر میں، اپنی طرف سے نیک خواہشات کے اظہار کا حسین طریقہ ہے۔
- ❖ غور کریں کہ اس خط میں دعائیہ کلمہ بھی ہے، جذبے کا اظہار بھی ہے۔ خیر و عافیت بھی پوچھی گئی ہے۔ مکتوب نگار نے اپنا تازہ حال بھی بتایا ہے۔ دیر سے جواب دینے کے سبب کی وضاحت اور اس کے لیے اخلاقاً معذرت کا اظہار بھی ہے۔ اس خط سے اس طرح کئی تہذیبی جھلکیاں ملتی ہیں۔
- ❖ خط لکھنے والا حسب موقع ایک خاص طریقہ سے کام لیتا ہے، جسے ”معمود ذہنی“ کا اظہار کہتے ہیں۔ یعنی کسی پرانی یاد یا کسی ایسی پرانی بات کی طرف اشارہ کر دینا جسے مکتوب الیہ سمجھ جائے اور دوسرے پوری طرح نہ سمجھ سکیں۔ اس خط میں معمود ذہنی سے کام لینے کی مثال موجود ہے۔ خط لکھنے والے نے اسی انداز سے یہ اشارہ دیا ہے کہ مکتوب الیہ یاور کے بارے میں سمجھ جائے اور دونوں تاریخی مقامات کے بارے میں بھی تمام باتیں اس کے ذہن میں آجائیں۔



### معروضی سوالات

- ۱- مکتوب نگار نے کن کن مقامات کی سیر کی؟
- ۲- اس خط میں کن دو بھائیوں کے نام آئے ہیں؟
- ۳- سیاحت کا پروگرام بڑھانے پر کس نے زور دیا؟
- ۴- بیرونی ملکوں سے سیاح کہاں آتے ہیں؟
- ۵- حضرت مخدوم الملک بہاری کا پورا نام بتائیے۔

- ۶- مکتوب الیہ کون کون سے تاریخی مقامات دیکھ چکا ہے؟
- ۷- خط کا جواب کتنے دنوں بعد لکھا گیا؟
- ۸- مکتوب نگار پر موسم کے بدلنے کا کیا اثر پڑا؟
- ۹- ”تمنیات“ کس لفظ کی جمع ہے؟
- ۱۰- خط میں کن لوگوں کو سلام پہنچانے کے لیے لکھا گیا ہے؟
- ۱۱- ”اگر ایزد باری خواست“ کا مشہور ترجمہ کیا ہے؟
- ۱۲- مکتوب نگار اور اس کے دوستوں نے کس کے مزار پر حاضری دی؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- خط کے مضمون کا خلاصہ لکھیے۔
- ۲- اس خط میں تہذیب، اخلاق اور تاریخ کی جھلکیاں ہیں، کیسے؟ چند جملوں میں بتائیے۔
- ۳- ”معہود ذہنی“ کیا ہے؟ اس خط میں اس سے کام لینے کی مثال کیوں کر ملتی ہے؟
- ۴- درج ذیل کا ترجمہ کیجیے:

مغزور دارید	سلامت بادا
تمنیات	معلوم گشت
خیلی خوشوتم	تسلیم فراوانی
نیکو ترین	ایزدی باری
	۵- جوڑے ملائیے:
فعل مضارع	رفتہ بودیم
ماضی مطلق	بدانید
ماضی بعید	می آئید
ماضی قریب	بدیدہ اید
فعل حال	بکشت

مشق

- ۱- اپنے سبق سے ان افعال کو چنیے جو متکلم کے صیغہ میں ہیں اور ان کے معنی لکھیے۔
- ۲- خط سے فعل مضارع کو جمع کیجیے اور ان کے مصدر لکھیے۔
- ۳- اپنے دوست کو فارسی میں ایک خط لکھیے اور اپنے استاد سے اس پر اصلاح لیجیے۔
- ۴- حضرت مخدوم الملک کے حالات پر کوئی کتاب یا مضمون تلاش کیجیے اور پڑھیے۔
- ۵- جن تاریخی مقامات کا اس خط میں ذکر آیا ہے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور ان کی تصویریں جمع کیجیے۔



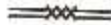
## داستان کوتاہ

بسم اللہ

قصہ کی مختلف قسمیں ہیں اور داستان و ناول کی طرح افسانہ بھی مشہور و معروف ہے۔ فارسی میں ناول کے لیے ”ناول“ یا زمان اور افسانے کے لیے ”داستان کوتاہ“ کی اصطلاح رائج ہے۔ داستان میں کئی زندگی کے کئی پہلو اور ناول میں ایک زندگی کے کئی پہلو دکھائے جاتے ہیں جب کہ افسانہ یعنی داستان کوتاہ میں ایک زندگی کا صرف ایک ہی پہلو روشن کیا جاتا ہے۔

”داستان کوتاہ“ اگرچہ ایسی نثری کہانی ہے جو ایک ہی نشست میں پڑھی جاسکے۔ لیکن یہ سیدھی اور سادہ کہانی نہیں بلکہ ایک فنی تخلیق ہے جس میں زینہ یعنی پلاٹ اور افراد قصہ یعنی کردار کے علاوہ زمان و مکان لازمی اجزا کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہی باتیں ”داستان کوتاہ“ کو سادہ حکایتوں سے ممتاز بناتی ہیں، اور مختلف مصلحتوں سے عام طور پر افسانہ کی بنیاد کسی نفسیاتی حقیقت پر رکھی جاتی ہے۔

فارسی میں داستان کوتاہ کی ابتدا ناول کے بعد ہوئی ہے۔ ابتدا میں سعید نفیسی اور رضا ہنری نے غیر ملکی زبان کے افسانوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ اور رسالہ ”افسانہ“ کا اجرا عمل میں آیا۔ محمد علی جمال زادہ فارسی کے پہلے افسانہ نگار ہیں ان کا افسانوی مجموعہ ”یکی بود و یکی نبود“ ۱۹۲۰ء میں برلن سے شائع ہوا جسے فارسی قصہ کی دنیا میں ایک ادبی دھماکہ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محمد علی جمال زادہ کے مجموعے ”صحرائی محشر“ اور ”راہ آب نامہ“ بھی خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ صادق ہدایت کو دوسرا افسانہ نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حسین قلی، صادق چوبک، میر محمد حجازی، غلام حسین عابدی اور جمال میر صادق جیسے افسانہ نگاروں نے داستان کوتاہ کو نئی جہت بخشی اور ہام عروج پر پہنچایا۔



## شبان و گوسفند

مردی بود گوسفند دار و رمہ های بسیار داشت و شبانی در خدمت او بود بغایت پارسا و مصلح، ہر روز شیر گوسفندان چندان کہ فراہم می کرد، نزدیک خداوند آن گوسفندان می برد، آن مرد آب در روی می نہاد و بہ شبان می داد و می گفت: برو بفروش۔ آن شبان مرد را نصیحت می کرد و پندی داد کہ ای خواجہ با مردمان خیانت مکن کہ ہر کہ با مردمان خیانت کند عاقبتش نامحود بود۔ مرد سخن شبان نشنید و ہم چنان در شیر آب کرد تا اتفاق را یک شب این گوسفندان را در رودخانہ ای بی آب خواباند و خود بر بالای بلندی رفت و خفت۔ فصل بود ناگاہ بر کوہ بارانی عظیم بارید و سیلی برخاست و اندرین رودخانہ افتاد و ہمہ گوسفندان را ہلاک کرد۔

شبان بہ شہر آمد و پیش خداوند گوسفندان رفت بی شیر، مرد پرسید کہ چرا شیر نیاوردی؟ شبان گفت: ای خواجہ پیش از این گفتم کہ آب بر شیر میامیز کہ خیانت باشد۔ فرمان من نکردی اکنون آبہا کہ ہمہ بہ نرخ شیر بہ مردمان دادہ بودی، جمع شدند و دوش حملہ آوردند و گوسفندان ترا جملہ بردند۔

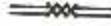
(ماخوذ از قابوس نامہ)

### مشکل الفاظ کے معانی

مختصر، چھوٹا	=	کوتاہ
بکری	=	گوسفند
رہ کی جمع ہے، جس کے معنی بکریوں کا ریوڑ، گروہ، سپاہ، گھوڑوں کا گلہ ہیں۔	=	رمہ های
بہت، زیادہ (ب + غایت)	=	بغایت

لالہ گل (برائے درجہ نم)

پارسا	=	پرہیزگار، متقی، صالح، نیک، پاک، گناہ سے بچنے والا
مصالح	=	غلطیوں کو سدھارنے والا، اصلاح کرنے والا
برود بفرش	=	جاؤ اور بیچو
خواباند	=	سلا دیا
خوابانیدن	=	سلا نا
زرخ	=	قیمت
دوش	=	گذری ہوئی رات، گذشتہ رات
جملہ	=	کلام کا حصہ، تمام، سب، فقرہ، پوری بات



### غور کرنے کی باتیں

- ❖ داخل نصاب افسانہ ”شہان و گوسفند“ ایک اخلاقی کہانی ہے۔ اس کہانی کے ذریعے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کاروبار اور معاملے میں دیانتداری ہونی چاہیے۔ یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ”ہر بُرے کام کا انجام بُرا ہوتا ہے“۔ اس کہانی میں غلط کام کرنے پر غلط کرنے والے کو بھی اُس کے نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہ کہانی اپنے مقصد کو پورے طور پر پیش کرتی ہے اور سبق آموزی میں کامیاب ہے۔
- ❖ اس کہانی میں ایک چرواہے اور دودھ بیچنے والے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ دودھ بیچنے والا اپنے چرواہے کو دودھ میں پانی ملا کر بیچنے کے لیے دیتا تھا۔ چرواہا اس خیانت اور چوری پر دودھ فروش کو منع کیا کرتا تھا لیکن وہ اس کی باتوں پر دھیان نہیں دیتا تھا۔ آخر کار ایک رات بکریاں ایک خشک ندی میں سوئی ہوئی تھیں کہ اچانک سیلاب آیا اور بکریوں کو بہا لے گیا۔
- ❖ داخل نصاب کہانی ”شہان و گوسفند“ جدید افسانہ تو نہیں ہے کیوں کہ یہ قابوس نامہ سے ماخوذ ہے لیکن اس میں جدید افسانے کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں اس لیے اس کو نصاب میں رکھا گیا ہے۔



### معروضی سوالات

- ۱- افسانہ کو فارسی زبان میں کیا کہتے ہیں؟
- ۲- فارسی میں داستان کوتاہ کی ابتدا کس صنف کے بعد ہوئی؟
- ۳- فارسی زبان میں سب سے پہلے افسانہ کس نے ترجمہ کیا؟
- ۴- فارسی کا پہلا افسانہ نگار کون ہے؟
- ۵- فارسی کے مشہور و معروف افسانہ نگاروں کا نام بتائیں۔
- ۶- محمد علی جمال زادہ کے پہلے افسانوی مجموعے کا نام کیا ہے؟
- ۷- چرواہے نے کیا نصیحت کی؟
- ۸- نصیحت نہیں سننے کا کیا نتیجہ ہوا؟
- ۹- ”برو و بفروش“ یہ حکم کون دیتا ہے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- فارسی میں داستان کوتاہ کے عنوان پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔
- ۲- ”ہنجان و گوسفند“ افسانہ کی عمومی خصوصیات بیان کیجیے۔
- ۳- ”ہنجان و گوسفند“ افسانے کے مرکزی پہلو پر روشنی ڈالیے۔
- ۴- داخل نصاب افسانے کا خلاصہ لکھیے۔

### مشق

- ۱- اس سبق سے فعل ماضی مطلق کو چنیے اور ان سے فعل مضارع بنائیے۔
- ۲- فعل مضارع کو جمع کر کے گردان لکھیے۔
- ۳- داخل نصاب کہانی کو اپنے الفاظ اور اپنے انداز سے لکھنے کی کوشش کیجیے۔
- ۴- درج ذیل کے معنی یاد کیجیے:

رمہای خواباند نرغ جملہ مصلح بغایت





## مکالمہ نگاری

۱۰۸۶

دو یا دو سے زیادہ اشخاص کے درمیان بات چیت کو مکالمہ کہتے ہیں۔ جو اشخاص مکالمہ میں حصہ لیتے ہیں انہیں ”افراد مکالمہ“ کہا جاتا ہے۔ مکالمہ کا فن اختصار کا فن ہے۔ یہی چیز یعنی اختصار مکالمہ اور تقریر میں فرق لاتی ہے۔ مکالمہ ایک طرح کا تہذیبی اظہار ہے اور اس کے مطالعہ کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اس سے بول چال کی زبان کے بہت سارے الفاظ و انداز، مجلسی آداب اور ملاقات کے طریقے ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔

==x==



## مکالمہ

- جلال : السلام علیکم !  
استاد : وعلیکم السلام، چطور ہے؟  
جلال : الحمد للہ استاد، خوبم۔  
استاد : دی روز مدرسہ تعطیل بود، شاپکار کردید؟  
جلال : استاد، من بعد از صبحانہ درس های خود را حاضر کردم و عصر برای دیدن بعضی از دوستان خود بخانہ آنها رفتم۔  
استاد : چند ساعت درس های خود حاضر کردید؟  
جلال : تقریباً، چهار ساعت۔  
استاد : صبحانہ را کی خوردید؟  
جلال : تقریباً ساعت ہشت۔  
استاد : ناهار را چه ساعتی خوردید؟  
جلال : ساعت دو و نیم بعد از ظہر ناهار خوردم۔  
استاد : چرا در روز تعطیل دیر غذا خوردید؟  
جلال : استاد! چون برای نماز جمعہ بہ مسجد جامع رفتہ بودم۔  
استاد : آفرین جلال! شاد باش جوی وظیفہ شناس ہستید۔ یک مسلمان ہمیشہ فریضہ اسلامی خود را انجام می دهد  
(مرتبین)



لالہ گل (برائے درجہ نم)

## مشکل الفاظ کے معانی

تم کیسے ہو؟	=	پطوری (چہ + طور + ی)
اللہ کا شکر ہے	=	الحمد للہ
میں اچھا ہوں	=	خوبم (خوب + ام)
گذرا ہوا گل	=	دیروز
چھٹی	=	تعطیل
ناشتہ	=	صبحانہ
سبق پڑھنا، آموختہ یاد کرنا	=	درس حاضر کردن
شام	=	عصر
دیکھنا، مراد ہے ملاقات	=	دیدن
اپنے کچھ دوستوں سے	=	بعض از دوستان خود
کتنا، کئی	=	چند
گھنٹہ، گھڑی، بجے	=	ساعت
کب، کس وقت	=	کی
دوپہر کا کھانا	=	ناہار
کتنے بجے	=	چہ ساعتی
آدھا	=	نیم
ڈھائی بجے	=	ساعت دوونیم
کھانا	=	غذا
جب، مراد ہے اس لیے کہ	=	چون
شاد باش، خوش رہو	=	آفرین
طالب علم (دانش جو + ی = دانشجو ی = ایک طالب علم)	=	دانش جو
ذمہ دار، ذمہ داری کو سمجھنے والا	=	وظیفہ شناس

## غور کرنے کی باتیں

- ❖ نصاب میں شامل یہ مکالمہ اصل میں استاد اور بلال نامی شاگرد کی گفتگو ہے اور ایک ایسی ملاقات کی یادگار ہے جو ان دونوں کے درمیان ایک دن کی چھٹی کے بعد ہوئی ہے۔ مکالمہ کی شروعات اسلامی اور تہذیبی طریقے پر سلام و دعا اور دریافت خیریت سے ہوئی ہے۔ اس میں استاد کے پوچھنے پر بلال نے تفصیل سے بتایا ہے کہ اس نے چھٹی کا دن ناشتہ کے بعد تین چار گھنٹے اپنا سبق پڑھا اور شام میں دوستوں سے ملنے ان کے گھر گیا۔ استاد کے ایک اور سوال پر بلال نے بتایا کہ اس نے دوپہر کا کھانا ڈھائی بجے کھایا اور دیر سے کھانے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ نماز جمعہ کے لیے مسجد چلا گیا تھا۔ یہ سن کر استاد نے اسے شاباشی دی اور کہا کہ تم ایک ذمہ دار طالب علم ہو۔ سچ مچ ایک مسلمان اپنا اسلامی فریضہ ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔
- ❖ اس مکالمہ میں اگرچہ بظاہر یہ تفصیل ملتی ہے کہ ایک طالب علم نے چھٹی کا دن کیسے گزارا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ سیکھنے اور سمجھنے کے لیے قاعدے اور طور طریقے بھی سامنے آتے ہیں، جن سے اس طالب علم نے کام لیا اور وقت کو بانٹ کر پڑھا بھی، مذہبی فریضہ بھی انجام دیا، روزانہ کے کام بھی کیے اور دوستوں سے ملاقات بھی کی۔ پھر اس سبق میں وہ باتیں بھی اہم اور خاص توجہ کے قابل ہیں جن پر استاد کی طرف سے اس کو شاباشی اور ذمہ دار طالب علم ہونے کی سند ملی۔ ہمیں بھی ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہی اس مکالمہ کا اصل پیغام ہے۔
- ❖ مکالمہ سوالوں سے بھی آگے بڑھتا ہے اور سوالوں کے جوابات سے بھی۔ اس دوسری بات کی یہاں مثال یہ ہے کہ جب بلال نے دوپہر کے کھانے کا وقت بتایا تب مکالمہ اس کے جواب پر نئے سوال سے آگے بڑھا۔
- ❖ جواب پر اظہار خیال سے بھی بات چیت آگے بڑھتی ہے اور نتیجہ تک پہنچتی ہے۔ اس کی مثال وہ مقام ہے جہاں بلال کی بات سن کر استاد نے اسے شاباشی دی ہے۔ مکالمہ چاہے کتنا ہی سادہ ہو اس پر غور کرنے سے کچھ اور باتیں بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اس مکالمہ میں جمعہ کے دن کا ذکر ہے اور استاد نے پوچھا ہے ”دی روز چہ کار کردید؟“ ان دونوں باتوں کو ملانے سے یہ معاملہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ چھٹی جمعہ کو ہوئی تھی اور بات چیت شنبہ (سنیچر) کے دن ہوئی۔



لازمہ دیکھ (برائے درجہ نمبر)

مرکز فی سہ اوقات

- ۱- مکالمہ کس کو کہتے ہیں؟
- ۲- مکالمہ کیسی زبان میں ہوتا ہے؟
- ۳- افراد مکالمہ کا مطلب کیا ہے؟
- ۴- محمود نے ناشتہ کتنے بجے کیا؟
- ۵- محمود نے اپنا سبق کتنی دیر پڑھا؟
- ۶- محمود نے دوپہر کا کھانا دیر سے کیوں کھایا؟
- ۷- تعطیل کس دن ہوئی تھی؟
- ۸- ”درس حاضر کردن“ کا معنی کیا ہے؟

تفصیلی سوالات

- ۱- داخل نصاب مکالمہ کا خلاصہ لکھیے۔
- ۲- مکالمہ کے خاص فائدے کیا ہیں؟ مکالمہ میں بات چیت کیسے آگے بڑھتی ہے، بتائیے؟
- ۳- درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:  
پطوری خوبم ساعت دوونیم آفرین وظیفہ شناس
- ۴- جوڑے ملائیے:

طالب علم	ناہار
کھانا	مکالمہ
بات چیت	صحبت
ناشتہ	دانش جو
دوپہر کا کھانا	غذا

مشق

- ۱- مکالمہ کاررو میں ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھا کر اصلاح لیجیے۔

۲- درج ذیل کی خانہ پُری کیجیے:

لفظ	فعل	صیغہ	معنی
رفتہ	ماضی مطلق	واحد مکالم	میں گیا
می دھد			
رفتہ بودم			
خورید			
کردم			

۳- اپنے ساتھیوں سے فارسی میں اس موضوع پر بات چیت کیجیے کہ آپ کے ناشتے، کھانے اور پڑھنے کا وقت کیا ہے؟



# بخش نظم







## مناجات

یہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی سرگوشی کرنے کے ہیں۔ چونکہ انسان اپنی نیاز مندی اور عاجزی کا اظہار خدا کے سامنے دھیمے اور آہستہ لہجے میں کرتا ہے، اس لیے اس کو مناجات کہا جاتا ہے۔ اپنی نیاز مندی کا اظہار نثر میں بھی کیا جاتا ہے اور نظم میں بھی۔ ایسی نظم کو دعائیہ نظم بھی کہہ سکتے ہیں۔

فارسی میں اکثر شاعروں نے مناجات یا دعائیہ نظمیں لکھی ہیں۔ ان میں شاعر نہایت عاجزی اور خاکساری کے ساتھ خدا کے حضور میں اپنی ناتوانی و مجبوری، گناہوں سے بھری زندگی کو دردناک لہجے میں بیان کرتا اور خدا سے نصرت و مدد کا طالب اور گناہوں کی بخشائش و مغفرت کا آرزو مند ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی نظموں میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ اس کی زبان سہل، الفاظ قابل فہم اور اشعار بہت مترنم ہوتے ہیں۔

نصاب میں شامل مناجات نویں صدی کے مشہور فارسی شاعر حکیم نظامی گنجوی کی مثنوی ”سکندر نامہ“ سے لی گئی ہے۔ اور ان تمام خصوصیتوں کی حامل ہے، جو ایک مناجات میں ہونی چاہیے۔





## نظامی گنجوی حالات زندگی

حکیم ابو محمد الیاس بن یوسف بن زکی بن مؤید نام تھا اور نظامی تخصص۔ یہ گنجد کے مقام پر ۵۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ گنجد آذربائیجان کے علاقہ میں ہے۔ یہ ہمیشہ گنجد ہی میں رہے۔ یہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ انھوں نے شادی بھی کی تھی۔ اس سے انھیں ایک بیٹا بھی تھا، جس کا نام محمد تھا۔ ان کو اپنے لڑکے سے بہت محبت تھی۔ انھوں نے اپنی کئی مثنویوں میں اس کا ذکر کیا ہے اور اسے پند و نصیحتیں بھی کی ہیں۔

نظامی کی زندگی میں آذر بایجان اور اس کے نواح میں مختلف خاندانوں کی حکمرانی تھی اور یہ سب سلجوقی بادشاہوں کے ماتحت تھے۔ لیکن نظامی نے کبھی ان حکمرانوں کی بے جا تعریف نہیں کی اور نہ صلہ و انعام کے لیے ان کی شان میں قصائد کہے۔ آخری زندگی میں اس نے گوشہ گیری اختیار کر لی تھی۔

نظامی مثنوی کا بہت بڑا شاعر تھا۔ اس فن میں اس کی استادی کا ثبوت اس کی کتاب پنج گنج یا خمسہ نظامی ہے۔ اس میں پانچ مثنویاں ہیں۔

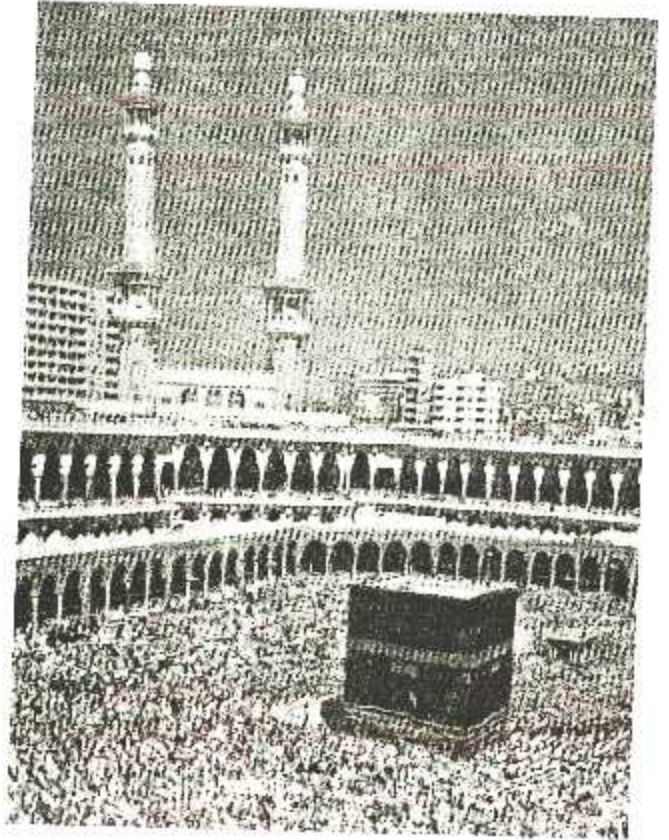
(۱) مخزن الاسرار (۲) خسرو شیرین (۳) لیلیٰ مجنوں (۴) ہفت پیکر (۵) سکندر نامہ

ان ساری مثنویوں کے اشعار کی تعداد ۲۸ ہزار ہے۔ اس نصابی کتاب کی ”مناجات“ ان کی مثنوی سکندر نامہ سے لی گئی ہے۔ ان کی وفات ۵۹۹ھ میں ہوئی۔

نظامی نے داستانی یا رزمیہ مثنوی نگاری میں فردوسی کے بعد سب سے زیادہ شہرت پائی۔ نظامی نے داستانوں کے ضمن میں اخلاق اور حکمت کے مضامین بھی پیش کیے ہیں، نصیحتیں بھی کی ہیں اور دنیا کی بے ثباتی اور زمانے کی بے وفائی کو بھی مؤثر انداز میں لکھا ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی خوبیاں ان کی مثنویوں میں پائی جاتی ہیں، جن کا بیان طوالت سے خالی نہیں۔



خدایا! جہان پادشاہی ترا است  
ز ما خدمت آید، خدائی ترا است  
پناہ بلندی و پستی توئی  
ہمہ عیستہ، آنچہ ہستی توئی  
چون عاجز، رہانندہ دائم ترا  
درین عاجزی کی نخواہم ترا  
سپردم بتو مایہ خویش را  
تو دانی حساب کم و بیش را  
بزرگا، بزرگی دہا بیکسم  
توئی یاور و بخش و یاری رسم  
چون کردی چراغ مرا نور دار  
ز من باد مشعل کشان دور دار



خداوندِ مائی و ما بندہ ایم  
بہ نیروی تو یک بیک زندہ ایم

نظامی درین بارگاہِ رفیع  
نیاری بجز مصطفیٰ را شفیع

(نظامی)



### مشکل الفاظ کے معانی

دنیا	=	جہان
حکمرانی	=	خدائی
مجبور	=	عاجز
چھٹکارا دینے والا	=	برہانندہ
پونجی	=	مایہ
اسے بزرگ۔ بزرگ کے آخر میں الف ندا ہے	=	بزرگا
بے مددگار	=	بیکس
مدد (یاور+ی/ یار+آور+ی)	=	یاوری
مدد	=	یاری
چراغ بجھانے والا	=	مشعل کشاں
مجھ سے مت پھیر۔ گشتن مصدر سے فعل نہیں صیغہ واحد متکلم ہے	=	مگردانم
طاقت	=	نیرو
خزانہ	=	سرخ

لالہ ریحان (مدد کے درجہ نمبر)

رفیع = بلند  
شفاعت کرنے والا = شفیع

### قابل غور باتیں

- ❖ یہ اشعار مناجات کے ہیں۔ یہ ایک دعائیہ نظم ہے۔ اس میں مناجات کنندہ خدا تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی، بیکسی اور کس مہر سی کا ذکر انتہائی انکساری کے ساتھ پیش کرتا ہے۔
- ❖ اس میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا بھی اظہار کرتا ہے۔
- ❖ مناجات میں بندہ اپنی معصیت کی بخشائیش اور حاجت روائی کی درخواست ملتجیانہ لہجے میں کرتا ہے۔
- ❖ الفاظ میں سادگی اور خلوص ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مناجات بہت پُر اثر اور پُر سوز ہوتی ہے۔ دلوں پر ان کا خاص اثر پڑتا ہے۔
- ❖ مندرجہ بالا مناجات اپنی اثر انگیزی میں کامیاب ہے۔

### معروضی سوالات

- ۱- یہ نظم نظامی کی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟
- ۲- اس کی پیدائش کب ہوئی تھی؟
- ۳- نظامی کے مندرجہ ذیل اشعار کا با محاورہ ترجمہ کریں:  
(الف) سپردم بتو مایہ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را  
(ب) خداوند مائی و ما بندہ ایم یہ نیروی تو یک بیک زندہ ایم  
(ج) نظامی درین بارگاہ رفیع نیاری بجز مصطفیٰ را شفیع
- ۴- مناجات کے لغوی معنی کیا ہیں؟

تفصیلی سوالات

- ۱- نظامی کے حالات زندگی کو مختصر الفاظ میں پیش کیجیے۔
- ۲- شاعر نے اس نظم میں اپنی کن کن خامیوں کا ذکر کیا ہے؟

مشق

- ۱- کسی دوسرے فارسی شاعر کی مناجات کو اپنے استاد کی مدد سے حاصل کیجیے۔
- ۲- مناجات کو پڑھو اور دلسوزی کے ساتھ پڑھنے کی مشق کیجیے۔
- ۳- نحو ائم میں ”ن“ نون اصلی ہے یا نون منقہ۔
- ۴- اس نظم میں فعلِ نہی کی شناخت کیجیے اور اس فعل کے بنانے کا قاعدہ بتائیے۔





## نعت گوئی

اشعار کا وہ مجموعہ جس میں کسی ذات کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے، اسے ہم ”مدحیہ شاعری“ کہتے ہیں۔ مدحیہ شاعری کی چار قسمیں ہیں۔ اول حمد، دوم نعت، سوم منقبت اور چہارم قصیدہ۔ حمد اس کلام کو کہتے ہیں جس میں اللہ کی تعریف کی گئی ہو۔ نعت مخصوصاً حضور اکرم ﷺ کے اوصاف پر مشتمل کلام کو کہتے ہیں۔ منقبت اس کلام کو کہتے ہیں جس میں خلفائے راشدین، آل رسول ﷺ، ائمہ کرام اور بزرگان دین کی تعریف کی گئی ہو اور قصیدہ وہ ہے جس میں کسی بادشاہ، وزیر، امیر، کبیر وغیرہ کی تعریف و توصیف نظم کی جائے۔

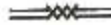
نعت میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت و شمائل، معجزات و خصائل کا ذکر ہوتا ہے اور آپ ﷺ کے متعلق ہمارے کیا عقائد ہیں، اسے بھی بیان کیا جاتا ہے۔ فارسی میں نعتیہ شاعری ابتدا سے پائی جاتی ہے۔ اکثر غزلوں کے دیوان اور مشویوں کے آغاز میں حمدیہ و نعتیہ اشعار لکھنا شعرا کا شعار رہا ہے۔ حضرت ظہور رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کی پیروی کی ہے اور اپنے دیوان کا آغاز حمد و نعت سے کیا ہے۔



## حضرت شاہ ظہور

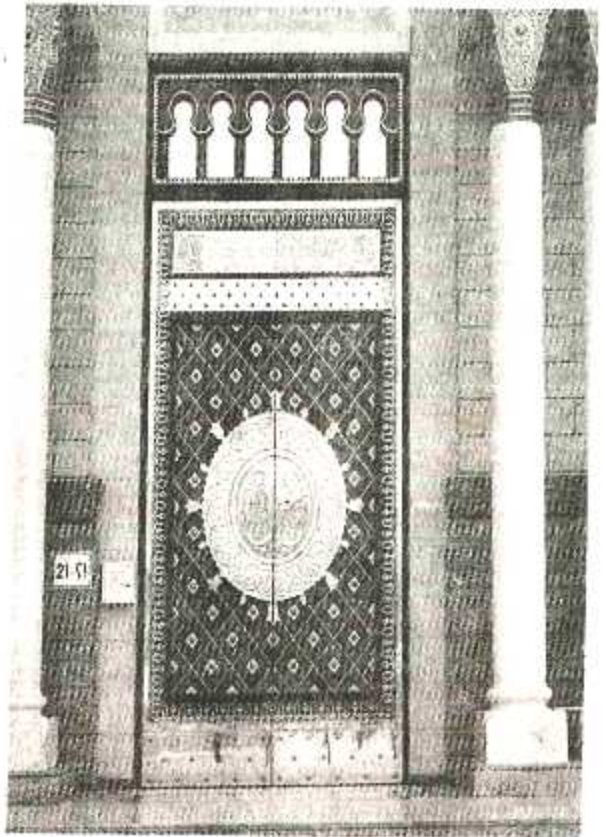
حضرت شاہ ظہور کا پورا نام محمد ظہور الحق ہے اور تخلص ظہور۔ وہ اپنے وقت کے مشہور صوفی بزرگ اور شاعر گذرے ہیں۔ ان کا لقب ”غوث الدہر“ کنیت ابو سعید اور عرفیت ”محدث پھلواروی“ ہے۔ شاہ ظہور، حضرت تپال کے بیٹے، شاہ عبدالحق ابدال کے پوتے اور حضرت پیر مجیب اللہ پھلواروی کے پد پوتے تھے۔ حضرت شاہ ظہور، جن کے پردادا کے نام سے پھلواروی شریف کی خانقاہ مجیبہ مشہور ہے، ۱۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳۲ھ میں انھوں نے وفات پائی۔

عمر شریف کے آخری دور یعنی ۱۲۳۰ھ میں، بعض وجوہات سے وہ اپنے والد کے ساتھ پھلواروی شریف سے پنشنی منتقل ہو گئے اور خانقاہ عمادیہ منگل تالاب کی بنیاد ڈالی۔ حضرت ظہور خانقاہ شریف کے سجادہ نشین تھے۔ ان کا وصال یہیں ہوا۔ جنازہ پھلواروی شریف لے جایا گیا اور لال میاں کی درگاہ سے متصل قبرستان میں، اپنے والد کے پہلو میں آسودہ خاک ہوئے۔ حضرت شاہ ظہور، حافظ قرآن، حدیث کی دو مسلم کتابوں بخاری شریف اور مسلم شریف کے بھی حافظ تھے۔ حضرت شاہ ظہور صرف علم تفسیر و حدیث ہی نہیں بلکہ منطق، فلسفہ، تاریخ، فقہ اور علم مناظرہ و تجوید کے علاوہ متعدد ادبی فنون میں بھی پوری طرح مہارت رکھتے تھے۔ مختلف فنون میں عربی اور اردو تصانیف کے علاوہ فارسی زبان میں بھی ان کی ۲۶ کتابیں موجود ہیں۔ وہ فارسی کے صاحب دیوان اور قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کی یہ نعت شریف جو اس کتاب میں شامل ہے، ان کی بیاض سے لی گئی ہے۔



## نعت پاک ﷺ

ای پیشوای انس و جان بنگر بما بہر خدا  
وی ملتجای دو جهان بنگر بما بہر خدا  
بارگنہ آورده ام روی سیه آورده ام  
از درگہ خویشم مران بنگر بما بہر خدا  
از کس شنیدم ہدیہ را محبوب تری داشتی  
آورده ام اشک روان بنگر بما بہر خدا  
من کمترین بندگان تو بہترین خواجگان  
من جسم بی جانم تو جان بنگر بما بہر خدا  
بر خاک تا کی سرزنم یا چاک سازم سینہ را  
چشمی و ہر دم خون فشان بنگر بما بہر خدا  
بس فتنہ ہا بیدار شد دشوار بر ما کار شد  
از درگہت خواہم امان بنگر بما بہر خدا



در نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

لب در شفاعت باز کن عصیان من بسجد گذشت  
از شرم نکشایم دهان بنگر بما بہر خدا  
من آن ظہورم بی نوا بر آستانت جبہ سا  
ای سید پیغمبران بنگر بما بہر خدا

(حضرت شاہ ظہور الحق ظہور)



### مشکل الفاظ کے معانی

رہبر، یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے	=	پیشوا
انسان	=	انس
جنات، روح	=	جان
دکھادیں، دیدار کرا دیں	=	بنگر
ہم کو	=	ہما
لیے، واسطے	=	بہر
جس سے التجا کی جائے	=	ملتجا
بوچھ	=	بار
نہیں بھگائیں۔ راندن سے فعل نہیں	=	مران
تحفہ	=	حدیہ
سفارش	=	شفاعت
	=	عصیان



لالہ گل (برائے درجہ)

چند سا = پیشانی رگڑنے والا  
سید = سردار

### قابل غور باتیں

- ❖ حضرت شاہ ظہور الحق ظہور کے حالات زندگی سے آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ حضرت اعلیٰ پایہ کے عارف باللہ اور صوفی با صفا تھے۔ آپ کی ساری زندگی زہد و ریاضت میں گزری۔ کیوں کہ آپ عشق الہی میں بے خود و سرمست اور اسوۂ رسولؐ کے دلدادہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے بھی رسول پاکؐ کی شان میں نعت کہی ہے اور ان کے دیوان غزلیات کی ابتدا میں موجود ہے۔
- ❖ اس نعت میں شاہ صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان و جنات کا پیشوا اور دونوں جہاں کا مقتدا کہا ہے۔
- دوسرے شعر میں یہ التجا کی ہے کہ مجھ کو گنہ گاری کی بنا پر دور نہ کریں ورنہ مجھ گنہ گار کو کہیں ٹھکانا نہیں ملے گا۔ اس طرح ہر شعر میں شاعر نے اپنی بیچارگی کو بیان کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد، ہمدردی اور رحم کی درخواست کی ہے۔ اور روزِ حشر اپنی شفاعت اور سفارش کے لیے عرض کیا ہے۔
- ❖ نعت گوئی ایک مشکل فن ہے۔ اس میں اکثر افراط و تفریط ہو جاتی ہے۔ شاہ صاحب کی نعت اس لحاظ سے بہت اچھی اور پاک صاف ہے۔ آسان لفظوں میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔
- ❖ اس میں بہت کم مشکل الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور اضافی ترکیبیں بھی کم ہی ہیں۔



### معروضی سوالات

- ۱- نعت میں کس کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے؟
- ۲- شاہ ظہور الحق ظہور رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کس خانقاہ سے ہے؟

- ۳- آپ کب دنیا میں تشریف لائے؟  
۴- اس نعت کا کون سا شعر آپ کو پسند ہے، لکھیے؟  
۵- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید پیغمبراں کیوں کہا گیا ہے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- نعتیہ شاعری کے بارے میں چند جملے لکھیے۔  
۲- شاعری کی زندگی کے حالات کو مختصر طور پر لکھیے۔  
۳- اس نعت میں شاعر نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، اسے تحریر کیجیے۔

### مشق

- ۱- اس نعت میں مرکب اضافی اور مرکب توصیفی کے مرکبات کو چن کر لکھیے۔  
۲- اس نعت کے مقطع کے پہلے مصرع میں ”سا“ کا لفظ ہے، اس کے کیا معنی ہیں، اور یہ اسم ہے یا فعل؟ اگر فعل ہے تو کون سا فعل ہے؟



لاہور (برائے درجہ)

## غزل

غزل ایک بہت ہی مشہور اور مقبول صنف شاعری کا نام ہے۔ لغت میں لفظ غزل کے معنی ”صحبت کردن و شوشی کردن بازنان“ یا ”بخنی کہ در وصف زنان و در عشق آنان گفتہ شود“ یعنی عورتوں سے باتیں کرنا اور گستاخی و مزاح کرنا یا وہ بات جو عورتوں کی تعریف اور اس کے عشق میں کی جائے۔ اور یہ سچ ہے کہ اگرچہ غزل میں اخلاق و تصوف اور حکمت و فلسفہ، غرض کہ طرح طرح کے مضامین ملتے ہیں، لیکن اس کا خاص تعلق عشقیہ موضوعات اور مضامین ہی سے ہے۔ غزل ایک ہیئتی صنف ہے یعنی اس کی بنیاد سانچہ پر رکھی گئی ہے، موضوع پر نہیں۔ مطلع، قافیہ، ردیف اور مقطع غزل کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ غزل میں عموماً پانچ سے اُنیس اشعار ہوتے ہیں۔ مگر یہ تعداد لازمی نہیں ہے۔ غزل کے سب سے پسندیدہ شعر کو ”بیت الغزل“ کہا جاتا ہے۔

فارسی میں غزل کی ایجاد کا سہرا رودکی سمرقندی کے سر ہے اور غزل کی پہلی شاعرہ کا نام رابعہ قزداری ہے۔ شہید بلخی، دقیقی اور فرخی کے علاوہ اخلاق و تصوف کے بعض اہم شعرا جیسے عطار، رومی اور سنائی نے بھی اس صنف میں شہرت پائی ہے۔ فارسی غزل کی تاریخ میں سعدی شیرازی کو ”امام غزل“، حافظ کو ”سرخیل غزل“ اور امیر خسرو کو ”طوطی ہند“ کہا جاتا ہے۔ ان شاعروں کے علاوہ صائب، عری اور غالب و بیدل کا بھی اس صنف میں بہت بلند مقام ہے۔ غزل کی شاعری میں ریاست بہار کے صوفی شاعر فرد پھلواری کا نام بھی قابل ذکر اور معروف ہے۔ وہ بارہویں صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ جدید دور کے شاعروں میں بہار خراسانی، شہر یار اور فرخی وغیرہ استادانہ مرتبہ رکھتے ہیں۔ یہاں آپ کی نصابی کتاب میں رودکی، امیر خسرو اور فرد پھلواری کی غزلیں شامل ہیں۔



## رودکی

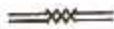
اس کا اصل نام جعفر بن محمد ہے۔ سمرقند کے نزدیک رودک نامی قبضے میں پیدا ہوا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ رودک نامی سام موسیقی میں ماہر تھا اس لیے رودکی کہلایا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بیٹائی سے محروم تھا۔ اس کی تعلیم کہاں اور کیسے ہوئی، پتہ نہیں چلتا۔ اس نے بڑی طویل عمر پائی تھی۔ اس کی زندگی آرام سے گزری۔ اس نے ۳۲۹ھ میں وفات پائی، لیکن تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو سکی۔

رودکی کو بعد از اسلام فارسی شاعری کا اولین بڑا شاعر کہا جاتا ہے۔ اس کو فارسی غزل کا بانی کہا جاتا ہے۔ رودکی قصیدے کا بڑا شاعر ہے اور ”خراسانی سبک“ میں اشعار کہتا تھا۔ اس سبک کی نمایاں خصوصیت سادگی اور سنجیدگی ہے۔ رودکی موسیقی اور نغمہ سرائی میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ اور سامانی بادشاہوں کے دربار میں یہ اپنے اشعار خوش نوائی اور چنگ کے ساتھ سناتا تھا۔ روایت ہے کہ اس نے نصر بن احمد سامانی کے دربار میں اسی انداز میں وہ قصیدہ پڑھا تھا، جس کا پہلا مصرع:

بوی جوئی مولیان آید صھی

ہے۔ امیر نصر بن احمد سامانی ایک سفر میں بخارا کو بالکل بھلا بیٹھا تھا لیکن جب رودکی نے مندرجہ بالا مصرع سے شروع ہونے والی غزل کو اپنے مخصوص انداز میں ترنم کے ساتھ سنایا تو وہ بیقرار ہو گیا اور بخارا کی طرف چل پڑا۔ رودکی کی شاعرانہ عظمت کا فارسی کے بولے شاعروں نے بھی اعتراف کیا ہے۔

رودکی کو قصیدہ، رباعی، مثنوی، قطعہ اور غزل میں مہارت حاصل تھی۔ اس کے اشعار میں بڑی سادگی، سنجیدگی، دقیق معانی، حکمت اور موعظت پائی جاتی ہے۔





(1)

## غزل

بوی جوی مولیان آید همی  
یاد یار مہربان آید همی  
ریگ آموی و درشتی راہ او  
ز پر پائیم پرنیان آید همی  
آب جیخون از نشاط روی دوست  
تنگ ما را تا میان آید همی  
اے بخارا شاد باش و دیرزی  
میرسویت میہمان آید همی  
میر ماہ است و بخارا آسمان  
ماہ سوی آسمان آید همی

میر سروست و بخارا بوستان  
سرو سوی بوستان آید همی

(رودکی سمرقندی)

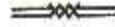
مشکل الفاظ کے معانی

نمبر	=	جوی
نمبر کا نام	=	مولیان
بالو، گرد	=	ریگ
ترکستان کا مشہور دریا جو کوہ ہندو کش سے نکل کر ارال جھیل میں گرتا ہے، اسے آمون اور آمو بہ بھی کہتے ہیں۔	=	آمو
سختی	=	درستی
نیچے	=	زیر
پای + م = میرا پاؤں	=	پایم
ایک قیمتی کپڑا	=	پرینان
ایک دریا کا نام	=	جیون
خوشی، مسرت	=	نشاط
عاشق زار	=	بھگ
چچ، کمر	=	میان
خوش	=	شاد
رہ، بودن مصدر سے فعل امر ہے	=	باش
زندہ رہ (زیستن مصدر سے امر حاضر)	=	زی
سو + ی + ت = تیری طرف	=	سویت
چاند، مہینہ	=	ماہ
جانب، طرف	=	سوی
ایک قسم کا درخت ہے، جو بہت سیدھا ہوتا ہے اور سردا بہار ہوتا ہے اس پر خزاں کا اثر نہیں ہوتا۔	=	سرو



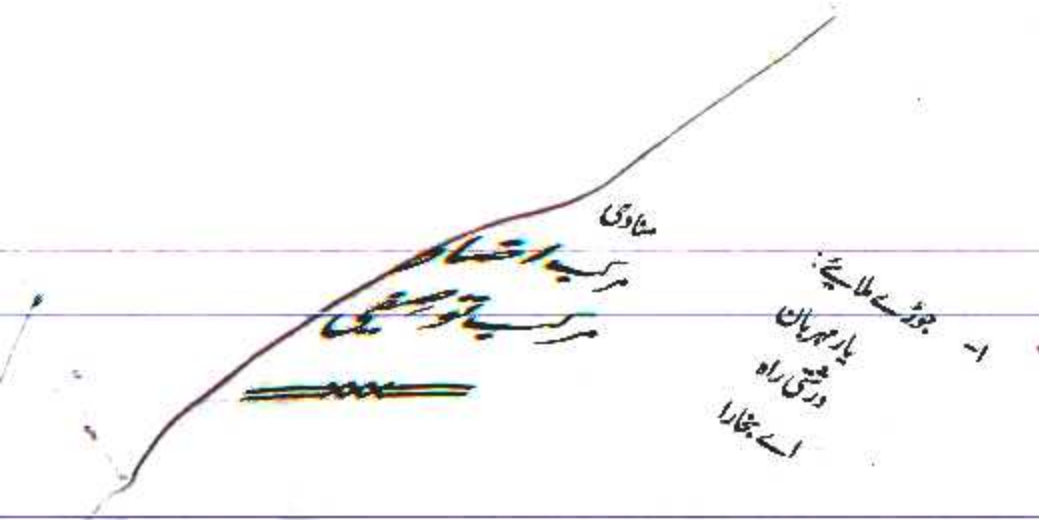
## قابل غور باتیں

❖ شاعر نے ان اشعار میں اپنے مدوح کو اپنے وطن کی یاد دلائی ہے، جس کو وہ اپنی مہم جوئی میں بھول چکا تھا۔ اس کے لیے اس نے اپنے وطن بخارا کے دریا، نہر اور ریتیلے میدانوں کا ذکر کیا ہے۔  
شاعر نے اپنے جذبات کے اظہار کے لیے بیانیہ اسلوب اختیار کیا ہے اور اپنی بات کو مؤثر کرنے کے لیے مختلف نظر پیش کرتا ہے۔



ظلمہ، رود کی کیوں رکھا ہے؟

۲۱۰



## امیر خسرو دہلوی

ایک عظیم شاعر، عالم اور صوفی کی حیثیت سے حضرت امیر خسرو کے کارنامے مشہور زمانہ ہیں۔ ان کا لقب ”طوطی ہند“ ہے اور پورا نام ابو الحسن یحییٰ الدین امیر خسرو۔ ان کے والد امیر سیف الدین محمود، ترکستان کے شہر کش کے رہنے والے اور ترک قبیلہ لاجپن کے سردار تھے۔ وہ سلطان ایتش کے دور حکومت میں ہندستان آئے اور دہلی میں رہنے لگے۔ انھوں نے یہیں، بلبن کے وزیر جنگ کی بیٹی دولت ناز سے شادی کی۔ یہی دولت ناز امیر خسرو کی والدہ ہیں۔

امیر خسرو کی ولادت ۶۵۱ھ میں، پٹیلانی میں ہوئی۔



مزارِ خسرو

امیر خسرو نے ۲۰ سال کی عمر میں تعلیم سے فراغت حاصل کی اور اس کے بعد شاہی ملازمت سے منسلک ہو گئے، انھوں نے تین خاندان سے تعلق رکھنے والے سات بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اور مختلف

وقتوں میں مختلف معزز عہدے پر فائز رہے۔ ۷۰۱ھ میں محبوب سجانی حضرت نظام الدین اولیا سے، امیر خسرو کو بیعت کا شرف حاصل ہوا اور اپنے پیر و مرشد کی وفات کے چند مہینے بعد ۷۲۵ھ میں حضرت امیر خسرو بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور دہلی میں اپنے پیر و مرشد کی پائیختی میں آسودہ خاک ہوئے۔

امیر خسرو ایک صوفی اور ایک قادر الکلام شاعر ہی نہیں، علم زبان کے بڑے ماہر بھی گزرے ہیں۔ انھیں فن موسیقی میں بھی بڑا کمال حاصل تھا۔ بحیثیت شاعر اگرچہ امیر خسرو کی مثنویاں بھی مشہور ہیں اور بحیثیت نثر نگار۔ ان کی تالیف ”اعجاز خسروی“ بھی ایک اہم یادگار ہے، لیکن ان کی اصل شہرت، ان کے غزلیہ کلام سے ہے۔ خسرو کے اسلوب کو ”سبک ہندی“ کا نام دیا گیا ہے۔ امیر خسرو کے دیوان اشعار پانچ حصوں میں ہیں (۱) تحفۃ الصفر (۲) وسط الحیوۃ (۳) غرۃ الکمال (۴) بقیۃ النقیہ (۵) نہایت الکمال۔

(۲)

## غزل

بخوبی هم چو مه تابنده باش  
به ملوک دلبری پاینده باش

جفا کم کن که فردا روز محشر  
بروی عاشقان شرمنده باش

ز قید دو جهان آزاد باشم  
اگر تو هم نشین بنده باش

جهان سوزی اگر در غزه آئی  
شکر ریزی اگر در خنده باش

به رندی و به شوخی هم چو خسرو  
هزاران خانمان برکنده باش

(امیر خسرو)

## مشکل الفاظ کے معانی

مانند، مثل، جیسا	=	ہم چ
چاند	=	مہ
روشن	=	تابندہ
محبت کی دنیا	=	ملک دلبری
ظلم نہ کرنا	=	جفا کم کردن
آنے والا کل	=	فردا
قیامت کا دن	=	روز محشر
عاشقوں کے سامنے	=	بروی عاشقان
پابندی۔ مراد ہے: فکر، اندیشہ	=	قید
ساتھ بیٹھنے والا	=	ہم نشین
غلام	=	بندہ
ادا دکھانا	=	درغزہ آمدن
مشحاس	=	شکر
مشحاس بکھیرنا۔ مراد ہے: مسکرانا	=	شکر ریختن
ہنسی	=	خندہ
مسکرا دینا، ہنس دینا	=	درخندہ آمدن
مستی	=	رندی
گھربار	=	خانمان
اکھاڑ پھینکنا، اچاڑ دینا	=	برکندن
گھربار اچاڑ دینا	=	خانمان برکندن

==x==

## غزل کرنے کی باتیں

❖ غزل کا پہلا ہم قافیہ شعر ”مطلع“ اور آخری شعر جس میں عام طور پر شاعر کا تخلص بھی دیتا ہے۔ ”مقطع“ کہلاتا ہے۔ داخل نصاب غزل مطلع اور مقطع کے ساتھ ہے۔ یہ ایک ”مرزف“ غزل ہے یعنی اس میں قافیہ کے بعد ردیف بھی ہے۔

❖ ایسے ہم وزن الفاظ ”قافیہ“ کہلاتے ہیں جو اشعار کے آخر میں چند مخصوص قیدوں کے ساتھ لائے جائیں۔ مثلاً یہاں مطلع میں ”تا بندہ“ اور ”پائندہ“ قافیہ ہے۔ قافیہ کی جگہ پر جو لفظ آتا ہے وہ عموماً اسم ہوتا ہے۔ قافیہ کا لفظ بدلتا جاتا ہے صرف اس کا آخری حرف یا آخری نکلنا نہیں بدلتا۔ ردیف، قافیہ کے بعد ہوتی ہے، ردیف اس لفظ یا ان الفاظ کو کہتے ہیں جو قافیہ کے بعد بار بار آئیں۔ ردیف کی جگہ پر آنے والا لفظ یا اس جگہ پر آنے والے الفاظ عموماً فعل ہوتے ہیں۔ اس غزل میں ”باشی“ ردیف ہے۔

❖ خسرو کی اس عاشقانہ غزل میں اس کا روئے سخن محبوب کی طرف ہے۔ مطلع میں شاعر نے کہا کہ تم محبت کی دنیا میں سدا رہو کہ تم چاند کی مانند روشن ہو۔ اس مضمون کا مقصد محبوب کے حسن کی تعریف اور اسے درازی عمر کی دعائیں دینا ہے۔ دوسرے شعر میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے چاہنے والوں پر ظلم نہ کرو کہ اس کے لیے، کل قیامت کے دن تمہیں عاشقوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا، اس کا مقصد محبوب سے شکایت کا اظہار اور اس کی مہربانی ڈھونڈنا ہے۔ تیسرے شعر میں خسرو نے محبوب سے کہا ہے کہ ”اے تم میرے قریب بیٹھ جاؤ تو دونوں جہان کی فکر سے میں آزاد ہو جاؤں۔ اس کا مقصد محبوب کی نزدیکی کے اثرات دکھانا اور اس کی قربت طلب کرنا ہے۔ چوتھے شعر میں کہا گیا ہے کہ اگر تم ناز و ادا دکھاؤ تو دنیا کو جلا ڈالو گے اور مسکرا دو تو ہر طرف مٹھاس بکھر جائے گی یعنی خوشی چھا جائے گی۔ یہاں بھی شاعر محبوب کی بدلتی اداؤں کے اثرات ہی کو دکھانا چاہتا ہے۔ مقطع میں شاعر نے کہا ہے کہ مستی و شونجی سے تم نے، صرف خسرو نہیں بلکہ خسرو کی طرح ہزاروں کے گھر بار اجاڑ دیئے۔ یہ شعر بھی محبوب کی مستی کے اثرات دکھانے کی غرض سے ہی کہا گیا ہے اور شاعر نے یہ بتانا چاہا ہے کہ محبوب کی ادائیں کس طرح عاشق کو تڑپاتی اور دیوانہ بنا دیتی ہیں اور وہ اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔

❖ ایک چیز کو دوسری چیز کے جیسا بنانا ”تشبیہ“ ہے۔ مطلع اور مقطع میں اس کے استعمال کی مثال موجود ہے۔ ”ہم چون“ تشبیہ کا لفظ ہے۔

❖ ایک بات کو دوسری بات پر منحصر رکھنا ”تعلیق“ ہے۔ تیسرے اور چوتھے شعر میں اس کی مثال ملتی ہے، جس چیز



پر بات کو منحصر کیا گیا ہے اُسے لفظ ”اگر“ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بات ہوگی، تب پہلی بات ہو سکے گی۔  
❖ شعر کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کی نثر نہ بن سکے۔ یعنی مصرعے اور اس کے ٹکڑے، جملہ کی طرح ہوں۔ فعل  
آخر میں ہو جیسا کہ جملہ کی ترتیب ہوتی ہے۔ یہ خوبی اس غزل میں ”دوسرے شعر“ کے علاوہ ہر جگہ موجود ہے۔

### معروضی سوالات

- ۱- امیر خسرو کا پورا نام کیا ہے؟
- ۲- امیر خسرو کہاں پیدا ہوئے؟
- ۳- امیر سیف الدین کون تھے؟
- ۴- امیر خسرو کی وفات کب ہوئی؟
- ۵- امیر خسرو کے پیر و مرشد کا نام بتائیے۔
- ۶- امیر خسرو کے طرز کو کیا کہا جاتا ہے؟
- ۷- امیر خسرو کا لقب کیا ہے؟
- ۸- دیوان خسرو کے کتنے حصے ہیں؟
- ۹- ”ہم چون“ کیا ہے؟
- ۱۰- غزل کا پہلا شعر کیا کہلاتا ہے؟
- ۱۱- خالی جگہوں کو بھریے:

- ❖ ردیف، قافیہ کے..... ہوتی ہے۔
- ❖ غزل کا آخری شعر..... کہلاتا ہے۔
- ..... خسرو کا سال ولادت ہے۔
- ..... الہی سے امیر خسرو..... تھے۔



## تفصیلی سوالات

- ۱- غزل پر مختصر نوٹ لکھیے۔
- ۲- امیر خسرو کے حالات زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیے۔
- ۳- درج ذیل کے معنی لکھیے:  
جفا کم کردن درغزہ آمدن برکندن شکر ریختن درخندہ آمدن
- ۴- درج ذیل کی تعریف لکھیے:  
تشبیہ تعلق

- ۵- ”ردیف“ اور ”قافیہ“ کا فرق سمجھائیے۔
- ۶- تشریح کیجیے:

بخوبی ہم چو مہ تاینده باشی  
بہ ملک دلبری پاینده باشی

ز قید دو جهان آزاد باشم  
اگر تو ہم نشین بنده باشی

## مشق

- ۱- غزل کا مطلع زبانی یاد کیجیے۔
- ۲- کسی ایک شعر کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے۔
- ۳- غزل کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے اصلاح لیجیے۔

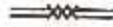
==x==



لالہ وگل (پرائیوٹ) (پرائیوٹ)

## حضرت فرد پھلواری

ہندستان اور بالخصوص بہار کے ممتاز فارسی شاعروں میں حضرت فرد پھلواری کو نہایت احترام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا اصل نام شاہ ابوالحسن ہے اور عرفیت ”فرد الاولیا“۔ حضرت شاہ فرد پھلواری کی ولادت ۱۱۹۱ھ میں ہوئی اور تقریباً ۷۵ سال کی عمر پر ۲۳ محرم ۱۲۶۵ھ کو وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت فرد، پھلواری شریف (پٹنہ) کی خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین تھے اور حضرت شاہ محمد نعمت اللہ ولی کے خلف و جانشین۔ حضرت فرد اپنے دور کے بڑے عالم و فاضل اور صوفی بزرگ ہی نہیں گزرے ہیں بلکہ تیرھویں صدی ہجری میں، بہار کی فارسی شاعری میں بھی ان کا مقام نہایت روشن ہے۔ وہ صاحب دیوان شاعر تھے، فارسی میں ان کا دو مطبوعہ ضخیم دیوان موجود ہے۔ حضرت فرد نے فارسی کے علاوہ اردو میں بھی اشعار کہے ہیں۔ اردو کے مشہور شاعر حضرت غلام علی راجح عظیم آبادی، حضرت شاہ ابوالحسن فرد ہی سے مرید تھے۔ حضرت فرد پھلواری نے مختلف رنگ میں فارسی غزلیں کہی ہیں۔ وہ خواجہ حافظ کے پیرو اور شیدائی تھے اور ان کی فکر و فن کی کامیاب تقلید کی ہے۔ انھیں ”حافظ ہندی“ بھی کہتے ہیں۔ ان کے کلام میں عشق و تصوف اور حکمت و معرفت کے مضامین بکثرت ملتے ہیں اور کلاسیکی شاعری کے امتیازات پوری طرح نمایاں ہیں۔ آسان اور چھوٹی بحر میں کہی گئی ایک غزل، یہاں شامل نصاب ہے۔



## غزل

چه گوئیم به وصف کلام کسی  
که جان بخش آید پیام کسی

محبان صبا، شایخ سرو چمن  
که یاد آیدم آن سلام کسی

ده پنجم از یاد او ناصحا  
که دارد مرا زنده نام کسی

چه گوئی ز فصل بهار ای صبا  
که نتوان رهائی ز دام کسی

از صبح نو روز باشد مرا  
سواد سر زلف و شام کسی

برقرار خود کبک چندان مناز  
ز خود رفته ام از خرام کسی

مگر فرد در عشق خای هنوز  
که پنجه نشد از تو خام کسی

(فرد پهلواوی)

مشکل الفاظ کے معانی

خوبی، تعریف (جمع: اوصاف)	=	وصف
تعریف کرنا، بیان کرنا	=	وصف کردن
زندگی بخشنے والا، نئی زندگی دینے والا	=	جان بخش
(جنابین سے فعل نہیں) مت ہلاؤ	=	مجببان
ہوا، پُر وا ہوا، صبح کی ہوا	=	صبا
ذالی	=	شاخ
ایک مشہور درخت کا نام	=	سرو
مجھے یاد آتا ہے	=	یاد آیدم (یاد+آید+م)
مجھے اس کی یاد سے (باز آجانے کی) نصیحت مت کرو	=	از یاد او پندم (پند+م) مدہ
اے نصیحت کرنے والے	=	ناصحاً (ناصح+الف نداء)
پھولوں کا موسم	=	فصل بہار
پھندا	=	دام
اچھا	=	چہ
ایرانی سال کے ماہ فروردین کا پہلا دن جو ایرانیوں کی عید کا دن ہے اُسے عید نوروز کہتے ہیں۔ ایرانیوں کی سب سے بڑی عید "نوروز" ہی ہے۔ مراد ہے نئے سال کا پہلا دن، خوشی اور عیش و بہار کا دن۔	=	نوروز
میرے لیے، مجھ کو	=	مرا (من+را)
سیاہی	=	سواد
چال	=	رقار
چکور	=	کبک
اتنا، مراد ہے حد سے زیادہ	=	چندان
(نازیدن سے فعل نہیں) ناز مت کرو، مت اتراؤ	=	مناز

بے خود، مدہوش، بے خبر، اپنے آپ سے کھویا ہوا	=	خود رفتہ
چال، ناز و انداز کی چال، ٹہلنے کا انداز	=	خرام
تم کچے ہو، مراد ہے ناقص و ناتجربہ کار ہو	=	خامی (خام + امی)
شاید	=	مگر
پکا ہوا، مراد ہے کامل، تجربہ کار	=	پختہ
کچا، یہاں مراد ہے خامی، کمزوری	=	خام
خامی دور ہونا	=	خام پختہ شدن

### غور کرنے کی باتیں

- ❖ شاعری میں بیان کا ایک طرز وہ بھی ہوتا ہے جسے ”تجامل عارفانہ“ کہا جاتا ہے یعنی ”جان بوجھ کر انجان بنا“۔ اس پوری غزل میں شاعر نے اسی طریقے سے کام لیا ہے۔ ردیف کے لفظ ”کسی“ پر غور کرنے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ شاعر جانتا ہے کہ وہ جس کے بارے میں کہہ رہا ہے وہ کوئی اور نہیں، اس کا محبوب ہی ہے۔ پھر بھی انجان بن کر لفظ ”کسی“ کا استعمال کرتا ہے۔
- ❖ عام صورت یہ ہے کہ قافیہ کی جگہ پر کوئی اسم ہوتا ہے اور ردیف کی جگہ پر جو لفظ آتا ہے وہ کوئی فعل ہوتا ہے، لیکن اس غزل میں ”کسی“ کو ردیف بنایا گیا ہے جو ”ضمیر تکمیری“ ہے۔
- ❖ مطلع میں حضرت فرد نے کہا ہے کہ کسی کے یعنی محبوب کے کلام کی تعریف میں کیا کہوں کہ اس کا پیغام زندگی بخشے والا ہے۔ اس کا مقصد محبوب کے کلام اور پیغام کی خوبی و تاثیر کا اظہار ہے۔ ”چہ گویم“ (کیا کہوں؟) سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس اظہار میں شاعر کی حیرت بھی شامل ہے۔ دوسرے شعر میں صبا سے شاعر نے کہا کہ تم سر و چمن کی ڈالیاں نہ ہلاؤ کہ مجھے کسی کا وہ سلام کرنا یاد آجاتا ہے۔ اس شعر میں ادا سے جھک کر محبوب کے سلام کرنے کی جیسی جاگتی تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ شاعر کہنا چاہتا ہے کہ محبوب کی وہ اداس روی کی جگتی ڈالیوں سے زیادہ حسین ہے۔ تیسرے شعر میں نصیحت کرنے والے سے مخاطب ہو کر شاعر نے کہا ہے کہ تم مجھے محبت چھوڑنے کی

صحیح مت کرو، اس لیے کہ کسی کا نام نوا ہے جو مجھے زندہ رکھتا ہے یعنی عاشق محبوب کی یادیں اور باتیں بھلا نہیں سکتا کیوں کہ محبت ہی اس کی زندگی ہوتی ہے۔ چوتھے شعر میں باد صبا سے خطاب ہے کہ تم نصابی کے بارے میں کیا کہ رہی ہو، یعنی پھولوں کے موسم کی خوشیاں تم بتا رہی ہو وہ میرے لیے بے اثر اور بیکار ہے کہ میں کسی کے پھندے سے رہا نہیں ہو سکتا یعنی عاشق کے لیے محبت کی قید میں ہونا پھولوں کے موسم میں آزاد ہونے سے کہیں بہتر ہے۔ پانچویں شعر میں حضرت فرد نے بحیثیت عاشق کہا ہے کہ کسی کی زلف، یعنی زلف محبوب کی سیاہی اور شام یعنی دیار محبوب کی شام، میرے لیے نوروز کی صبح اور سیدی سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کا مقصد محبوب کے حسن، اس کی نزدیکی اور اس کے دیار و دربار کی تعریف کا اظہار ہے۔ چھٹے شعر میں چکاور سے کہا گیا ہے کہ تم اپنی چال پر ناز مت کرو کیوں کہ میں کسی کی ناز بھری چال سے بخیر و ہوا ہوں۔ اس کا مدعا محبوب کے خرام ناز کی تاثیر بنانا ہے۔ مقطع میں شاعر درد پرورد خود سے مخاطب ہے اور اس نے کہا ہے کہ شاید اب تک تمہاری محبت ہی میں کسی رسی اس لیے کسی کی تم سے دور نہ ہوئی۔ اس کا مقصد درد پرورد محبوب کی بے تو جی کا شکوہ ہے مگر شاعر نے یہ مضمون نظائر اس انداز سے لایا ہے کہ وہ خود ہی کو محبوب کے رویہ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔

- ❖ شعر میں ایسے الفاظ آتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ اسے صنعت "تضاد" کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال پانچویں شعر میں موجود ہے جہاں "صبح" کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور "شام" کا لفظ بھی۔
- ❖ شعر میں ایسا دو لفظ آ سکتا ہے جس میں ایک حرف کا فرق ہو، یعنی ایک حرف زیادہ ہو، اس کو "تثنیس زائید" کہتے ہیں۔ غزل کے مقطع میں اس کی مثال لفظ "خام" اور "خانی" کے استعمال سے سامنے آتی ہے کہ "خام" (خ ام) سے "خانی" (خ ام ی) میں ایک آخری حرف یعنی "ی" زیادہ ہے۔
- ❖ شعر میں ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ حرف پر اگر نقطہ ہو تو اوپر ہی ہو۔ اسے "فوق نفاط" کہتے ہیں۔ غور کریں کہ غزل کے تیسرے شعر کا مصرع "کہ وارد مرا زخم نام کسی" میں یہی صورت ہے۔ اس غزل کے چوتھے، پانچویں اور چھٹے اشعار کے دوسرے مصرعوں میں بھی "فوق نفاط" ہیں۔ یاد رہے کہ "فوق نفاط" کی ضد ہے "تحت نفاط" کہ اگر حرف پر نقطہ ہو تو حرف کے نیچے ہی ہو اور اگر نقطہ والے کسی حرف کا استعمال نہ ہو تو اسے "غیر منقوط" کہتے ہیں اور اسی کا نام "مہملہ" بھی ہے، یعنی بشیر نقطہ والا۔

### معروضی سوالات

- ۱- فرد پھلواری کا نام کیا ہے؟
- ۲- فرد کا سال ولادت لکھیے۔
- ۳- فرد کی عرفیت بتائیے۔
- ۴- فرد نے کب وفات پائی؟
- ۵- غلام علی راسخ کون ہیں؟
- ۶- فرد کس کے خلف و جانشین تھے؟
- ۷- اس غزل میں فرد نے کون سا انداز اپنایا ہے؟
- ۸- سرو کی ڈالی، ہوا کے جھونکے سے لچکتی ہے تو شاعر کو کیا یاد آتا ہے؟
- ۹- ”گسی“ کیسی ضمیر ہے؟
- ۱۰- چکور سے شاعر نے کیا کہا ہے؟
- ۱۱- ”نوروز“ کیا ہے؟
- ۱۲- شاعر نے صبا کو کس بات سے منع کیا ہے؟
- ۱۳- ”مہملہ“ کا مطلب کیا ہے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- فرد پھلواری کے حالات زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیے۔
- ۲- درج ذیل کے مصدر بتائیے:  
گویم دارد مدو باشد
- ۳- تشریح کیجیے:  
چہ گویم بہ وصف کلام کسی \_\_\_\_\_ کہ جان بخش آید پیام کسی  
محبان صبا، شاخ سرو چمن \_\_\_\_\_ کہ یاد آیدم آن سلام کسی  
بہ از صبح نو روز باشد مرا سواد سر زلف و شام کسی

لاہور (برائے درجہ نمبر)



برقرار خود کب چندان مناز ز خود رفتہ ام از خرام کسی

مشق

- ۱- غزل میں آنے والی اضافت کی ترکیبیں جمع کیجیے اور ان کے معنی لکھیے، جیسے فصل بہار: بہار کا موسم۔
- ۲- غزل سے فوقی نقاط مصرعے ڈھونڈیے۔
- ۳- غزل میں استعمال ہونے والے فعل نہیں یکجا کیجیے اور ان کے معنی لکھیے۔
- ۴- درج ذیل خاکہ کی خانہ پُر کیجیے:

گوئی — فعل  
.....  
.....

رفتہ ام — فعل  
.....  
.....

پختہ نشد — فعل  
.....  
.....

- ۵- چکور کے بارے میں معلومات یکجا کیجیے۔

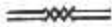
=====



## نظم

نظم فارسی کی ایک نئی صنف شاعری ہے۔ نظم عربی زبان کا لفظ ہے جو اصطلاحی لحاظ سے کبھی نثر کے مقابلے میں اور کبھی غزل کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے یعنی جو چیز نثر نہیں ہے وہ بھی نظم ہے اور جو چیز غزل نہیں ہے وہ بھی نظم ہے۔ اس طرح نظم کا دائرہ بہت پھیل جاتا ہے۔ نظم کے مقابلہ میں نئی نظم سے ہماری مراد، ایسی شعری تخلیق ہوتی ہے جس میں کسی خاص موضوع کو لے کر نئے دور کی زندگی اور اس کے معاملات و مسائل کی ترجمانی کی گئی ہو۔ اس طرح فارسی شاعری کا جدید دور جدید نظموں کے فروغ کا دور قرار پاتا ہے۔ نظم کا بہر حال ایک موضوع ہوتا ہے۔ اس میں ایک مرکزی خیال ہوتا ہے۔ بیان میں ربط اور تسلسل ہوتا ہے۔ خیال آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے اور آج تک پہنچتا ہے۔ فارسی نظم صرف قدیم انداز کے شاعروں کی احسان مند نہیں ہے بلکہ جدید دور نے پروان چڑھایا ہے۔ فارسی میں نظم جدید کا سرمایہ نظریات، موضوعات، فن اور تکنیک غرض کہ ہر لحاظ سے رنگارنگی اور حسن و بلندی رکھتا ہے۔

فریدون تولی، عارف قزوینی، بہار خراسانی، فرخی یزدی، ایرج مرزا، پروین اعتصامی اور نیا یوشج، غرض کہ بہت سارے فنکار ہیں، جنہوں نے نظم جدید کی ترقی میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ اس نصابی کتاب میں ایرج مرزا اور پروین اعتصامی کی ایک ایک نظم شامل ہے۔



## ایرج مرزا

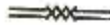


ایرج مرزا

ایرج مرزا جدید فارسی شاعری کا ایک ممتاز نام ہے۔ ان کا تعلق شاہی خاندان سے تھا۔ ایرج مرزا، غلام حسین مرزا کے صاحبزادے اور قاجاری بادشاہ فتح علی شاہ قاجار کے پوتے تھے۔ ایرج کا لقب ”جلال الممالک“ ہے۔ وہ ۱۸۷۴ء میں تبریز میں پیدا ہوئے اور اپنے وطن میں ہی فارسی عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ وہ ان زبانوں کے علاوہ روسی، ترکی اور فرانسیسی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ وہ حکومت کے اہم عہدوں پر مامور رہے اور وزارت تعلیم میں خصوصیت سے نمایاں خدمات انجام دیں۔

ایرج مرزا کو ملکی اور سیاسی خدمتوں کے ساتھ شروع سے ہی شعر و شاعری سے بھی دلچسپی رہی۔ وہ ابھی ۱۹ برس ہی کے تھے کہ انھیں ”ملک الشعراء“ کا خطاب ملا۔ اس کے علاوہ انھیں ”صدر الشعراء“ اور ”فخر الشعراء“ کا لقب بھی عطا کیا گیا تھا۔ انھوں نے پچاس سال کی عمر پائی۔ ۱۹۲۳ء میں تہران میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔

ایرج مرزا کی زندگی کا آخری دس سال ان کی شاعری کا بہترین زمانہ مانا جاتا ہے۔ وہ نہایت سادہ زبان میں شعر کہتے تھے اور ہمیشہ آسان اور بول چال کے الفاظ روز مرہ اور محاوروں سے اپنی شاعری میں کام لیتے تھے۔ ”رحم کردن“ ان کی مشہور طنزیہ نظم ہے۔ ان کی ایک اور مشہور نظم کا عنوان ہے ”زہرہ و منوچہر“۔ انھوں نے کئی مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ جیسے ”یادداشت ایام حیات“، ”وصیت نامہ ادبی“ اور ”انقلاب ادبی“۔ ایرج نے صرف بڑوں کے لیے نہیں بچوں کے لیے بھی خوبصورت نظمیں لکھی ہیں۔ ان کی مشہور تخلیق ”مادر“ اس نصابی کتاب میں شامل ہے۔



(1)

## مادر

گویند مرا چون زاد مادر  
پستان بدهن گرفتن آموخت

شہا بر گہوارہ من  
بیدار نشست و نختن آموخت

دستم بگرفت و پا بہ پا برد  
تا شیوہ راہ رفتن آموخت

لب خند نہاد بر لب من  
بر غنچہ گل شکفتن آموخت

یک حرف و دو حرف بر زبانم  
الفاظ نہاد و گفتن آموخت

پس ہستی من ز ہستی اوست  
تا ہستم و ہست دارمش دوست

(ایرج مرزا)

مشکل الفاظ کے معانی

ماں	=	مادر
چھاتی	=	پستان
منہ	=	دھن
نزدیک، پاس، پر	=	بر
جھولا، بچوں کا پالنا	=	گا، ہوارہ / گہوارہ
ہوشیار، جاگا ہوا	=	بیدار
جاگتے رہنا	=	بیدار نشستن
میرا ہاتھ	=	دستم (دست + ام)
پاؤں پاؤں	=	پا پہ پا
پاؤں پاؤں چلانا	=	پا پہ پا بردن
یہاں تک کہ، تک، تاکہ	=	تا
طریقہ	=	شیوہ
راستہ چلنا	=	راہ رفتن
ہونٹ	=	لب
مسکراتے ہونٹ، مسکان بھرے ہونٹ	=	لب خند
ہونٹ چوم لینا، منہ چوم لینا	=	لب بر لب نہادن
کلی	=	غصہ چھٹکتفن
اچھی طرح کھلانا، خوب کھلانا	=	کھل کھلتفن
بولنا، بات کرنا، کہنا	=	گفتن
وجود	=	حستی
پسند کرنا	=	دوست داشتن
میں اس کو پسند کرتا ہوں	=	دوست دارم (دارم + ش)

## غور کرنے کی باتیں

❖ آپ نے ایرج مرزا کی نظم ”مادر“ پڑھی۔ اس خوبصورت نظم میں شاعر نے ماں کی محبت اور اس کی عظمت و بزرگی کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ کس طرح بچہ کو آہستہ آہستہ ایک چیز سکھاتی ہے اور اس کے لیے بڑی سے بڑی تکلیف اٹھاتی ہے۔ یہاں شاعر نے کہا ہے کہ ماں نے مجھے جنم دیا۔ چھاتی سے دودھ پینا سکھایا۔ خود میرے جھولے کے پاس رات بھر جاگتی رہی اور مجھے سونا سکھایا۔ میری انگلی پکڑ کر مجھے پاؤں پاؤں چلنا سکھایا اور مجھے راستہ چلنے کا ڈھنگ بتایا۔ میرے ہونٹوں پر اپنے مسکراتے ہونٹ رکھ کر مجھے ہنسنا سکھانا سکھایا۔ ایک، دو، دو حرف کر کے مجھے لفظوں کو بولنا اور بات کرنا سکھایا۔ میرا وجود ماں ہی کے وجود سے ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں اور پسند کرتا رہوں گا۔

❖ شاعر نے یہ نظم اپنی ذات اور اپنی ماں کے حوالہ سے لکھی ہے۔ آدمی اپنے بچپن کا حال دوسروں سے ہی سنتا ہے اس لیے شاعر نے یہ نظم ”گویند“ سے شروع کی ہے۔ اس نظم کا مقصد ہمیں یہ بتانا ہے کہ ہم ماں سے محبت کریں اور زندگی بھر اس کے احسان اور اس کی قربانیوں کو نہ بھولیں۔

❖ نظم کا ایک مصرع ہے ”شب ہا بر گوارہ من“، اس میں لفظ ”بر“ پر غور کریں۔ ”بر“ پر پوزیشن کے طور پر آتا ہے تو ”پز“ کا معنی دیتا ہے لیکن یہ لفظ صرف پری پوزیشن نہیں ہے بلکہ اسم بھی ہے۔ اور جب اسم کے طور پر آتا ہے تو یہ نزدیک، پھل، جسم جیسے معنی دیتا ہے۔ اس مصرع میں لفظ ”بر“ اسم کے طور پر آیا ہے اور نزدیک کے معنی دیتا ہے۔



## معروضی سوالات

- ۱- ایرج مرزا کا تعلق کس خاندان سے تھا؟
- ۲- ایرج مرزا کا تعلق کس شہر سے تھا؟
- ۳- ایرج مرزا کی مشہور نظم کا نام بتائیے۔
- ۴- ایرج مرزا کی مشہور مشنوں میں کون سی ہیں؟



لالہ وحید (برائے درجہ پنجم)

- ۵- نظم ”مادر“ کو شاعر نے ”گوبند“ سے کیوں شروع کیا ہے؟
- ۶- ”شہا بر گہوارہ من“ میں ”بر“ کے کیا معنی ہیں؟
- ۷- ایرج مرزا کی ولادت کا سال بتائیے۔
- ۸- ایرج مرزا کی وفات کہاں ہوئی؟
- ۹- ایرج مرزا کس کے پوتے تھے؟
- ۱۰- ترتیب دیجیے:

ایرج مرزا فتح علی قاچار غلام حسین مرزا

### تفصیلی سوالات

- ۱- نظم جدید پر مختصر نوٹ لکھیے۔
- ۲- ایرج مرزا کے حالات زندگی اور شاعری پر مختصر نوٹ لکھیے۔
- ۳- نظم ”مادر“ کا خلاصہ لکھیے۔
- ۴- درج ذیل اشعار کا مطلب بیان کیجیے۔  
شہا بر گہوارہ من  
بیدار نشست و نختن آموخت  
پس هستی من ز هستی اوست  
تا هستم و هست دارمش دوست
- ۵- درج ذیل محاوروں کے معنی لکھیے:  
بیدار نشستن پا بہ پا بردن راہ رفتن دوست داشتن گل شکنن

### مشق

- ۱- نظم ”مادر“ سے ان لفظوں کو جمع کیجیے جو اعضاء انسانی کے نام ہیں، جیسے زبان، دہن اور ان لفظوں کے معنی لکھیے۔
- ۲- اس نظم میں آنے والے مصادر یکجا کیجیے اور ان کے معنی لکھیے۔

۳- گردان مکمل کیجیے:

ہست					ہستم
-----	--	--	--	--	------

۴- ذیل کے خاکے کو پُر کیجیے:

### ایرج مرزا

..... نام:

..... لقب:

..... خاندان:

..... والد کا نام:

..... والدہ کا نام:

..... سال ولادت:

..... جائے ولادت:

..... سال وفات:

..... جائے وفات:

=====



## پروین اعتصامی



بیسویں صدی کی نئی فارسی شاعری میں پروین اعتصامی کا نام مشہور و مقبول بھی ہے اور بلند و محترم بھی۔ وہ اپنے وقت کی بہت بڑی شاعرہ گزری ہیں۔ پروین کا اصل نام پروین یوسف ہے۔ ان کے والد یوسف اعتصامی (اعتصام الملک آشتیانی) مشہور ادیب و شاعر تھے اور ان کے دادا اعتصام الملک ابراہیم بھی بڑے عہدے پر فائز تھے۔ پروین کا خاندان ”آشتیانی“ خاندان کہلاتا ہے۔ اسی علمی خاندان میں ۱۹۵۶ء میں تبریز میں ان کی پیدائش ہوئی۔ بچپن سے وہ اپنے والد کے ساتھ تہران میں رہیں۔ ۱۹۲۵ء میں پروین نے تعلیم سے فراغت پائی اور اسی سال کرمان شاہ میں اپنے چچا زاد بھائی سے ان کی شادی ہوئی۔ پروین اعتصامی نے مختصر زندگی پائی اور ۳۵ سال کی عمر میں ۱۹۴۱ء میں تہران میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی لاش قم لائی گئی جہاں وہ اپنے خاندانی قبرستان ”سجن جدید“ میں دفن ہوئیں۔

پروین اعتصامی کو شعر و شاعری کا شوق ورثہ میں ملا تھا اور وہ بچپن ہی سے اس فن لطیف میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ پروین کا دیوان ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا جو قصائد و مثنویات اور قطعات پر مشتمل ہے۔ پروین ”سبک خراسانی“ کی شاعرہ ہیں اور اس طرز شاعری کی خصوصیت یعنی سادگی ان کے یہاں پوری طرح نمایاں ہے۔ پروین نے غزل کبھی نہیں کہی۔ وہ اصلاً نظم کی شاعرہ ہیں۔ تنقیدی، سماجی اور اخلاقی موضوعات پر انھوں نے تمثیلی انداز میں خوبصورت اور اہم نظمیں لکھی ہیں۔ پروین کی اخلاقی نظم ”شرط نیک نامی“ آپ کی اس نصابی کتاب میں شامل ہے۔



(۲)

## شرط نیک نامی

نیک نامی نباشد از ره عجب خنگ آرزوی هوس همی راندن  
خستگان را ز طعنه جان خستن دل خلق خدای رنجاندن  
خود سلیمان شدن به ثروت و جاه دیگران را ز دیو ترساندن  
با در افتادگان ستم کردن زهر را جای شهید نوشاندن  
اندر امید خوشه هوس هر کجا خرمنی ست، سوزاندن  
گرهان را رفیق ره بودن سر ز فرمان عقل بیچاندن  
عیب پنهان دیگران گفتن عیب پیدای خویش پوشاندن  
گویت شرط نیک نامی چیست زان که این نکته بایدت خواندن  
خاری از پای عاجزی کندن  
گروی از دامنی بیفشاندن

(پروین اعتصامی)

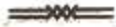


لاله دگل (برائے درجہ نم)

شکل الفاظ کے معانی

گھمنڈ	=	بب
گھمنڈ کے راستہ سے، مراد ہے: گھمنڈ کے ساتھ	=	ر و عجب
گھوڑا	=	نگ
لاچ	=	از
خواہش، نفس کی تمنا، حرص	=	هوس
ہانکنا	=	رائدن
تھکے ہوئے لوگ، واحد، خستہ	=	خستگان
لعنت، ملامت، بری بھلی بات	=	طعنہ
تھکا دینا، شکستہ دل بنانا دینا	=	جان بستن
مخلوق، جمع: خلائق	=	خلق
دل دکھانا	=	دل رنجاندن
مراد ہے، بادشاہ و حاکم ہونا	=	سلیمان شدن
دولت، مالداری	=	ثروت
مرتبہ	=	چاہ
بھوت، شیطان	=	دیو
ڈرانا	=	ترساندن
مجبور لوگ، واحد: در افتادہ	=	درافتادگان
ظلم	=	ستم
پلانا	=	نوشاندن
گچھا، بالی	=	خوشہ
جس جگہ، جہاں کہیں	=	ھر کجا
	=	خرمن

جلا ڈالنا	=	سوزاندن
بھٹکے ہوئے لوگ، واحد: گمراہ	=	گم رہان
دوست، جمع: رفقا	=	رفیق
مددگار ہونا، ساتھ ساتھ اور ہم خیال ہونا	=	رفیق براہ بودن
منہ موڑنا، انکار کرنا	=	سر پچاندن
پوشیدہ	=	پنہاں
ظاہر، کھلا ہوا	=	پیدا
چھپانا، پردہ ڈالنا	=	پوشاندن
میں تمہیں بتاؤں، "ت" یہاں ضمیر متصل مفعولی ہے۔	=	گویت (گویم + ت)
اس لیے کہ، کیوں کہ	=	زان کہ (از + آن + کہ)
خاص بات، جمع: نکات	=	کتہ
تمہیں چاہیے	=	بایدت (باید + ت)
پکارنا، پڑھنا	=	خواندن
کسی خاص بات کو سمجھ لینا اور جان لینا	=	کتہ خواندن
کاشا، ضد گل	=	خار
نبیور	=	عاجز
کھودنا، اکھاڑنا	=	کندن
کاشا نکالنا	=	خار کندن
دھول	=	گرد
جھاڑنا، چھڑکنا	=	افشاندن



## غور کرنے کی باتیں

❖ ”شرط نیک نامی“ ایک خوبصورت اخلاقی نظم ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ نیک نامی یعنی اچھا نام پانے کا کیا شرط ہے؟ شاعر نے کہا ہے کہ گھمنڈ کے راستے پر چل کر حرص اور لالچ بڑھاتے چلے جانا، مجبوروں اور پریشان حال لوگوں کے دل توڑنا، خدا کی مخلوق کو دکھ دینا، دوسروں کو بھوت سی بے بنیاد باتوں سے ڈراتے رہنا اور اس طرح انھیں دھوکا دے کر خود دولت اور مرتبے کا مالک بن جانا نیک نامی نہیں ہے۔ مجبوروں کو ستانے، انہیں شہد کی جگہ زہر پلانے یعنی انھیں فریب دینے اور اپنے ہوس کی خاطر کھانا اور کوجا دینے سے نیک نامی نہیں مل سکتی۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کا ساتھ دینے، عقل کی باتوں سے منہ موڑ لینے، دوسروں کے سبب دکھانے اور اپنے عیب چھپانے سے بھی نیک نامی ہاتھ نہیں آتی بلکہ اچھا نام اپنے کسی شرط یہ ہے اور یہی یاد رکھنے کی خاص بات بھی ہے کہ مجبوروں کی مدد کرنے، ان کے پیروں سے کانٹے توڑنے یعنی ان کی ترقی کے راستے کھولنے اور ان کے دامن سے گرد جھاڑنے یعنی ان کی مشکلیں، مجبوریاں اور پریشانیوں دور کرنے اور انھیں سہارا اور تسلی دینے سے ہی نیک نامی مل سکتی ہے۔ نظم کا آخری شعر بہت ہی اہم ہے جس میں سرکاری خیال بیان کیا گیا ہے۔ نظم نگار کا مقصد اصل میں یہی بتانا ہے کہ ہم ان باتوں سے نہیں جو نیک نامی سے دور لے جاتی ہیں اور وہ باتیں اپنائیں جن سے نیک نامی ملتی ہے۔

❖ دو لفظوں کے جوڑ کو جو فارسی قواعد کے مطابق ہو ”ترکیب“ کہا جاتا ہے۔ اس نظم میں اس کی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں، جیسے رہ نجب، خشک آرز، خوشہ ہوس، یہ اضافت کی ترکیبیں ہیں اور ان میں ایک خاص قسم کی خوبصورتی اور انوکھے پن کے ساتھ ایک خاص قسم کا اشارہ بھی ہے، جسے ”استعارہ“ کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل آپ اگلی کتابوں میں پڑھیں گے۔ اس نظم میں محاوروں کا استعمال بھی ہے اور بہت سارے مصدر بھی سامنے آتے ہیں۔

❖ نظم کا آخری دو شعر دیکھیں فعل کے آخر میں ضمیر بیوستہ (ش-ت-م) ہو تو وہ فاعل یا مفعول حرف کا معنی دیتی ہے۔ اس کی مثالیں یہاں موجود ہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر یا کسی فعل کے پہلے اگر کوئی صرف (ب-ن-م) جوڑا جاتا ہے اور اس مصدر یا فعل کا پہلا حرف ”الف“ ہوتا ہے تو اس حالت میں وہ ”ئی“ سے بدل جاتا ہے۔ آخری شعر میں ”بیفشاندن“ اسی کی مثال ہے۔

❖ نظم میں ایک ربط اور سلسلہ کے ساتھ خیال آگے بڑھتا ہے اور بات اپنے اوج تک پہنچتی ہے۔ یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔ نیک نامی کی شرط کے تعلق سے خیال آگے بڑھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ نیک نامی کی اصل شرط نتیجہ کے طور پر سامنے آئی ہے۔



### معروضی سوالات

- ۱- پروین کس صدی کی شاعرہ ہیں؟
- ۲- پروین کا پورا نام کیا ہے؟
- ۳- پروین کس خاندان کی بیٹی تھیں؟
- ۴- پروین کے دادا کا نام بتائیے۔
- ۵- پروین کی ولادت کہاں ہوئی؟
- ۶- ”فیضانِ ندن“ اصل میں کیا ہے؟
- ۷- جس قبرستان میں پروین کو دفن کیا گیا اس کا نام بتائیے۔
- ۸- جوڑے ملائیے:

پروین کا سال فراغت	۱۹۰۶ء
پروین کا مدفن	کرمانشاہ
پروین کی جائے وفات	تہران
پروین کی وفات کا سال	۱۹۳۵ء
پروین کی سسرال	قم
پروین کا سال ولادت	۱۹۰۱ء

### تفصیلی سوالات

- ۱- پروین اعتماسی کے حالات زندگی لکھیے۔
- ۲- نظم ”شرط نیک نامی“ کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

۳- درج ذیل کی اصل بتائیے:

گویت بایت زانکہ

۴- معنی لکھیے:

دراقدان سرپچین دل رنجاندن جان حصن خارا ز پاکندن

۵- تشریح کیجیے:

نیک نامی نباشد از رہ نجب

خنگ آز و هوس همی راندن

۶- درج ذیل کا مطلب لکھیے:

گویت شرط نیک نامی چست

زانکہ این نکتہ بایت خواندن

خاری از پائی عاجزی کندن

گردی از دامنی بیفشاندن

مشق

۱- اس نظم میں آنے والے مصدروں کو جمع کیجیے اور ان کے مضارع لکھیے۔

۲- درج ذیل کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے:

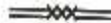
..... رہ نجب

..... خنگ آز

..... گویت

..... درآقدگان

..... خلق خدا



## مشنوی

مثنوی کا شمار فارسی شاعری کی اہم صنفوں میں ہوتا ہے۔ لغت کے لحاظ سے یہ عربی کے لفظ مثنیٰ سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں دو (۲)۔ چونکہ مثنوی کے ہر بیت کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اس لیے اس کو مثنوی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اسی وجہ سے یہ ایک ہی صنف میں شمار ہوتی ہے۔ مضمون کے اعتبار سے یہ ایک موضوعی صنف بھی ہے۔ کیوں کہ یہ کسی نہ کسی موضوع پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں قصے کا ہونا ضروری ہے۔

مثنوی کے لیے ہلکے اور سادہ اوزان اور چھوٹی بحرول کا استعمال ہوتا ہے۔ عموماً اس کے لیے آٹھ بحرول سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن شاعروں نے اس کے لیے دوسری بحرین بھی استعمال کی ہیں۔ فارسی میں ہر قسم کے مضامین کی مثنویوں کا بڑا ذخیرہ دستیاب ہے۔ ان ساری مثنویوں کا ذکر طوالت سے خالی نہیں لیکن یہاں صرف چند مثنویوں کا ذکر ضروری ہے، اور وہ ہیں فردوسی کی رزمیہ مثنوی ”شاہنامہ“ مولانا روم کی ”مثنوی معنوی“ اور اخلاقی مثنوی کے طور پر شیخ سعدی کی ”بوستان“، عشقیہ مثنوی میں مولانا جامی کی ”یوسف زلیخا“ اور ”خسر و شیریں“ ہیں۔





## مولانا روم



فارسی ادب میں اعلیٰ ترین صوفی شاعر کی حیثیت سے حضرت مولانا جلال الدین رومی کا نام معروف و مشہور ہے۔ فارسی کی تاریخ میں ان کا دور آخری تاریخی عہد یا منگولہ دور سے وابستہ ہے۔ وہ اپنی بیش بہا علمی و ادبی اور متصوفانہ گرانقدر خدمات کی وجہ سے بڑے ہی عزت و احترام کے ساتھ یاد کیے جاتے ہیں۔ بلکہ عالمی سطح پر وہ عارف شعر میں اور ان کی مثنوی ادبیات عالیہ میں شمار کی جاتی ہے۔ مولانا روم کا اصل نام جلال الدین محمد لقب ”مولانا روم“ ہے اور عرفیت

”مولوی“ ہے۔ ان کے والد ماجد کا نام شیخ بہاء الدین ولد تھا جو اپنے وقت کے بلند پایہ بزرگ، صوفی اور عالم تھے۔ مولانا روم کی ولادت ۶۰۳ھ (۱۲۰۷ء) میں مردم خیز شہر بلخ میں ہوئی۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) میں والد کے انتقال کے بعد تحصیل علم کے لیے شام گئے اور سات برسوں تک دمشق میں مزید تعلیم کے لیے قیام پذیر رہے۔ اس سفر سے قبل ان کا عقد مسنونہ ہو چکا تھا۔ مولانا روم نے دمشق کے قیام کے دوران ہی حضرت شمس تبریزؒ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ ۶۶ برس کی عمر میں ۷۱۲ھ (۱۲۷۳ء) میں تپ محرقہ کی وجہ سے فوت کر گئے اور اپنے والد ماجد مرحوم کے مقبرے میں قونیہ شہر میں مدفون ہوئے۔



## فوائد ادب

از خدا جویم توفیق ادب  
بی ادب محروم ماند از فضل رب

بی ادب تبهانه خود را داشت بد  
بلکه آتش در همه آفاق زد

هر چه آید بر تو از ظلماتِ غم  
آن ز بیباکی و گستاخی ست هم

از ادب پُر نور گشت ست این فلک  
وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

بد ز گستاخی کسوف آفتاب  
شد عز از بی زجراتِ ردِ باب

گر خدا خواهد که پرده کس در زد  
بمیش اندر طعنه پاکان زند

بی ادب گفتن سخن با خاص حق  
دل بمیراند، سیه دارد ورق

(مشنوی معنوی مولانا روم)

### مشکل الفاظ کے معانی

ہم لوگ تلاش کریں	=	جویم
رہ گیا	=	ماند
رکھا	=	داشت
ترا	=	بد
تمام	=	حصہ
آسمان کا کنارہ، آفتاب کی جگہ	=	آفاق
تاریکیاں، ظلمت کی جگہ	=	ظلمات
روشنی	=	نور
پھیرا	=	گشت
آسمان	=	فلک
فرشتہ / ملک: بادشاہ / ملک: دیش / ملک: جائیداد	=	ملک
بود کا مخفف	=	بد
سورج گرہن	=	سوف آفتاب
سب سے بڑا شیطان، ابلیس	=	عزازیل
اہم	=	جرات
اس کی پسند، اس کی چاہت	=	میلش (میل + اش)
مردہ بنانا ہے	=	بمیراند (ب + میراند)
کالا	=	سید (سیاہ)
کتاب کا ورق، یہاں پر کردار کے معنی میں	=	ورق



## غور کرنے کی باتیں

❖ مثنوی مولانا روم: فارسی مثنوی کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً رزمیہ، بزمیہ، عارفانہ اور اخلاقی وغیرہ مولانا روم کی مثنوی عارفانہ ہے اور ان کی مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے۔ مولانا روم کی شہرہ آفاق مثنوی چھ دفتروں اور ۲۶ ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔ یہ آپ کے مرید خاص حسن حسام الدین چلی کی فرمائش پر دس سال (۱۲۷۳ھ) میں مکمل ہوئی۔

مثنوی معنوی بلاشبہ تصوف کی تعلیم دیتی ہے۔ اس میں حکایتوں کے ذریعے تصوف کے معاملات اور دیگر بڑے مسائل خوش اسلوبی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ مثنوی معنوی کی بہت ہی اہم خصوصیت یہ ہے کہ کوئی نکتہ یا کوئی خیال قرآن و حدیث کے خلاف پیش نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مولانا روم کی مثنوی میں معنویت اور گہرائی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لیے مثنوی معنوی کو ”ہست قرآن در زبان پہلوی“ بھی کہا جاتا ہے۔

❖ داخل نصاب مثنوی میں ادب کے فائدے: با ادب انسان پر اللہ کی رحمت اور بخشش ہوتی ہے۔ بے ادب لوگوں کی خرابی دوسروں پر بھی خراب اثر ڈالتی ہے۔ گستاخی اور بے ادبی سے پریشانیاں آتی ہیں اور بے عزتی ہوتی ہے۔ عزازیل اپنی نافرمانی اور بے ادبی کی وجہ سے ہی اللہ کے دربار سے نکالا گیا اور اٹلیس بنا دیا گیا۔ اللہ والوں اور بڑوں کے ساتھ بے ادبی سے گھٹو کرنا دل کو مر جھاتا ہے اور کردار میں خرابی پیدا کرتا ہے۔

## معروضی سوالات

- ۱- ایران کے سب سے بڑے صوفی شاعر کون ہیں؟
- ۲- مولانا روم کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی تھی؟
- ۳- مولانا روم کس دور کے شاعر ہیں؟
- ۴- مولانا روم کے والد ماجد کا نام بتائیے۔
- ۵- مولانا روم کا انتقال کب اور کہاں ہوا تھا؟
- ۶- والد ماجد کے انتقال کے بعد مولانا روم تحصیل علم کے لیے کہاں کہاں گئے تھے؟

- ۷- مولانا روم کی وفات کس بیماری کی وجہ سے ہوئی تھی؟
- ۸- مولانا روم کس بزرگ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے؟
- ۹- مثنوی کس لفظ سے ماخوذ ہے؟
- ۱۰- کیا مثنوی کا ہر بیت ہم قافیہ ہوتا ہے؟
- ۱۱- مثنوی کی خاص قسموں کے نام بتائیے۔
- ۱۲- مثنوی معنوی میں کتنے دفترا اور کتنے اشعار ہیں؟
- ۱۳- پہلی زبان کا قرآن کسے کہا جاتا ہے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- مولانا جلال الدین رومی کے حالات زندگی پر روشنی ڈالیے۔
- ۲- مثنوی فوائد ادب کا مفہوم لکھیے۔
- ۳- فوائد ادب کی خاص باتوں کی وضاحت کیجیے۔
- ۴- مثنوی کسے کہتے ہیں؟ مثنوی مولانا روم کے بارے میں چند جملے لکھیے۔
- ۵- درج ذیل دو آیات کی تشریح کیجیے:  
بلکہ آتش در صمد آفاق زد  
از ادب پُر نور گشت ست این فلک  
وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

### عملی خاکہ

- ۱- درج ذیل ترکیبوں کا مفہوم اپنی کاپی پر لکھیے۔  
توفیق ادب فضل رب رد باب کسوف آفتاب
- ۲- درج ذیل الفاظ کے مصادر، فعل اور صیغے لکھیے:  
جو نیم داشت آید گشت خواہد

## قِطْعَة

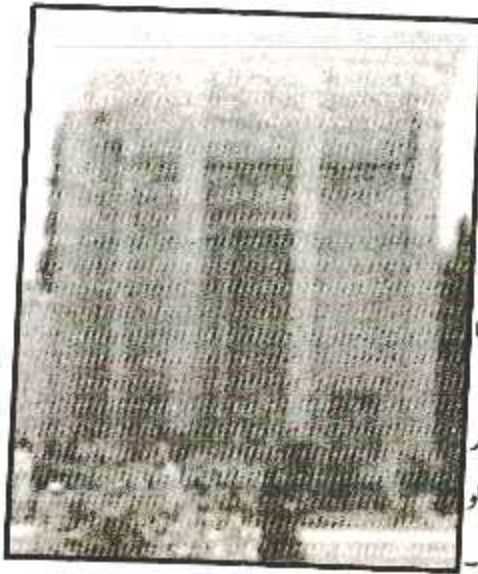
قطعه کے لغوی معنی کسی چیز کا حصہ یا ٹکڑا ہے۔ اس کی جمع قطع ہے۔ القِطْعَةُ مِنَ الشِّعْرِ = دس یا سات یا اس سے کم اشعار کی نظم (مصباح اللغات عربی، صفحہ ۶۹۱)

شاعری کی اصطلاح میں قطعہ وہ صنف شاعری ہے جس میں کم سے کم دو اشعار ہوں۔ لیکن زیادہ کی کوئی حد متعین نہیں۔ اس میں مطلع ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا ہے۔ یہ کسی قصیدہ یا غزل کا حصہ بھی ہوتا ہے اور کبھی ان سے علیحدہ بھی۔

معنوی اعتبار سے قطعہ کے اشعار ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں اور سب کسی ایک مرکزی خیال کو بیان کرتے ہیں۔



## شیخ سعدی شیرازی



مزار سعدی

شیخ سعدی کا اصل نام مشرف الدین یا مصلح الدین تھا۔ ان کی پیدائش شیراز میں ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوئی تھی۔ ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت شیراز میں ہی ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ مزید تعلیم کے لیے بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں مدرسہ نظامیہ میں اپنی تعلیم کو مکمل کیا۔ علوم ظاہری کے ساتھ انھوں نے باطنی علوم و معارف بھی حاصل کیے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مریدین کے حلقہ میں داخل ہوئے۔

تیس برسوں تک ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی۔ بعد ازاں اپنے وطن شیراز واپس آئے اور اپنے تجربات و احساسات کو نظم آمیز نثر میں چھ ماہ کی مختصر مدت میں بنام ”گلستان“ مرتب کیا۔ یہ کتاب ۶۵۶ھ میں تصنیف ہوئی تھی۔ اس میں ایک مقدمہ اور آٹھ

ابواب ہیں۔ یہ مقفی نثر اور نظم آمیز نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ اس کے اسلوب کی پیروی بہت سے لوگوں نے کرنا چاہی، لیکن وہ ناکام رہے۔ اس کے ترجمے دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ان کی دوسری اہم کتاب بوستان ہے، جو سراسر نظم میں ہے۔ اس کے دس ابواب ہیں۔ تاریخ وفات ۶۹۱ھ ہے۔ شامل نصاب قطعہ انجمن اقوام متحدہ کے ایوان میں آویزاں ہے۔

==x==

## قطعات

(۱)

بنی آدم اعضای یک بیکرند کہ در آفرینش ز یک گوهرند  
چو عضوی بود آورد روزگار دگر عضوها را نماند قرار  
تو کز حسرت دیگران بی غمی نشاید کہ نامت نهند آدمی

(سہی)

### مشکل الفاظ کے معانی

انسان	=	بنی آدم
جسم کے حصے، عضو کی جمع	=	اعضا
جسم	=	بیکر
پیدائش، آفرین کا حاصل مصدر	=	آفرینش
موتی۔ یہاں مادہ مراد ہے۔	=	گوہر
تکلیف	=	درد



روزگار = زمانہ  
محنت = تکلیف، مصیبت

==000==

### غور کرنے کی باتیں

- ❖ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔ اس لیے ان میں ہمدردی اور ہمساری کا مادہ ہونا چاہیے۔ اگر ان میں یہ صفت نہیں ہے تو انہیں آدمی ہی نہیں کہنا چاہیے۔ جس طرح انسان کے جسم کے کسی عضو کو تکلیف یا چوٹ پہنچتی ہے تو اس کے جسم کے سارے عضو اس سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ تکلیف کو سارے عضو محسوس کرتے اور اپنا درد سمجھتے ہیں۔
- ❖ شیخ سعدی نے اپنے دعویٰ میں جو دلیل دی ہے۔ یہ ہر انسان کا ذاتی تجربہ ہے۔ اسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اس لیے دنیا کے سارے انسانوں میں محبت و اُلفت ہونی چاہیے۔ دکھ اور تکلیف میں ایک دوسرے کا غمخوار اور ہمسار ہونا چاہیے۔
- سادگی کے ساتھ عام فہم زبان میں انسان دوستی اور بشرنوازی کا سبق اس سے بہتر انداز میں ممکن نہیں معلوم ہوتا۔

==000==

### معروضی سوالات

- ۱- شیخ سعدی کی پیدائش کب ہوئی تھی؟
- ۲- یہ قطعہ سعدی کی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟
- ۳- انسانی جسم کی کیا خصوصیت ہے؟

## تفصیلی سوالات

- ۱- صنف قطعہ کی تعریف کیجیے۔
- ۲- نصاب میں شامل پہلے قطعے کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے۔

## مشق

- ۱- فارسی میں واحد و جمع بنانے کے قاعدے لکھیے اور زیر سبق قطعے میں اس کی مثالیں تلاش کیجیے۔
- ۲- انسان دوستی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ چند جملے لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیے۔

==x==

(۲)

نہ مرد است آن بنزدیک خردمند کہ با چیل دمان پیکار جوید  
بلی مرد آن کس ست از روی تحقیق کہ چون خشم آیدش باطل نگوید

(سعدی)



<u>مشکل الفاظ کے معانی</u>	
عقلمند	= خردمند
ہاتھی	= چیل
مست ہاتھی، حملہ کرنے والا ہاتھی	= چیل دمان
جنگ	= پیکار
غصہ	= خشم
اس کو ضمیر متصل مفعولی واحد قائب	= ش
غلط، جھوٹ	= باطل



## غور کرنے کی باتیں

- ❖ اس قطعے میں سعدی نے یہ نصیحت کی ہے کہ ہمیں اپنے سے زیادہ طاقت ور آدمی سے نہیں جھگڑنا چاہیے۔ اس سے اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔
- ❖ دوسری نصیحت یہ کی ہے کہ غصے کی حالت میں غلط اور بُری بات نہیں کہنا چاہیے۔ اچھے انسان کی یہی علامت ہے۔

## معروضی سوالات

- ۱- سعدی کی وفات کب ہوئی؟
- ۲- وہ بغداد کس لیے گئے تھے؟
- ۳- قطعے میں شعروں کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟

## مشق

- ۱- قطعہ کا اردو میں ترجمہ کیجیے۔
- ۲- شیخ سعدی کی نصیحت کو وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔



## رباعی

رباعی فارسی شاعری کی ایک مشہور صنف ہے اور اس کی ایجاد کا سہرا ایرانیوں کے سر ہے۔ رباعی کو ”دویتی“ اور ”چار مصرعی“ بھی کہا جاتا ہے۔ قدیم فارسی میں اس کو ترانہ بھی کہا جاتا تھا۔ ”رباعی“ کے معنی ”وہ کلمہ جس کے اصلی حرف چار ہوں“ کے ہیں اور یہ عربی زبان کے لفظ ”رباع“ سے مشتق ہے۔ رباعی ایک ایسی صنف ہے جس کی بنیاد سانچہ پر ہے۔ رباعی کے اوزان مقرر ہیں۔ سب سے مشہور وزن ”الاحول ولا قوۃ الا باللہ“ ہے۔ رباعی اپنی خاص اور مقررہ بحر میں ہی کہی جاتی ہے۔ رباعی کے لیے چار مصرعے مقرر ہیں۔ ان میں سے تیسرے مصرعے کو چھوڑ کر باقی تینوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ رباعی میں مطلع ہوتا ہے لیکن شاعر اپنا تخلص استعمال نہیں کرتا یعنی مقطع نہیں ہوتا۔ یہ صورت اور چار مصرعے اور خاص وزن کی قید، رباعی کو دیگر اصناف خصوصاً دو شعر والے قطعہ سے الگ کرتی ہے۔ رباعی کے تیسرے مصرعے میں بھی کبھی کبھی شاعر قافیہ لاتا ہے اس کی اسے اجازت ہے۔ مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ رباعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ چار مصرعوں کو ملا کر ایک مطلب سامنے آئے۔ رباعی کا آخری مصرع جتنا زور دار ہوتا ہے رباعی اتنی ہی شاندار اور کامیاب سمجھی جاتی ہے۔

رباعی تیسری یا چوتھی صدی ہجری میں ایجاد ہوئی۔ مشہور روایت کے مطابق فارسی میں جس نے سب سے پہلے رباعی کہی وہ فارسی شاعری کا باوا آدم رودکی سرقدی ہے۔ یہ صنف زیادہ تر فلسفیوں اور صوفیوں کے یہاں پروان چڑھتی رہی ہے۔ عنصری، خواجہ عبداللہ انصاری، ابو سعید ابوالخیر، سجالی اور سرمد وغیرہ رباعی کے بڑے شاعر شمار ہوتے ہیں۔ رباعی کا سب سے نامور اور سب سے بڑا شاعر عمر خیام ہے۔ آپ کی اس نصابی کتاب میں بابا طاہر عریاں ہمدانی اور بابا افضل کی دو دو رباعیاں شامل کی گئی ہیں۔

## بابا طاہر عریان ہمدانی

فارسی رباعیوں کی دنیا میں جن شاعروں کو شہرت ملی ہے ان میں بابا طاہر عریان بھی شامل ہیں۔ ان کی ولادت چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں ہمدان میں ہوئی اور ہمدان ہی میں پانچویں صدی ہجری کے وسط میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کا مزار ہمدان کے مغربی جانب واقع ہے۔

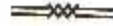
بابا طاہر عریان اپنے وقت کے ایک صوفی شاعر تھے۔ ۴۴۷ھ میں ہمدان میں سلجوقی بادشاہ طغرل سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ بابا طاہر کی زندگی کے حالات کہیں نہیں ملتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے پوری زندگی گمنامی اور گوشہ نشینی میں بسر کی۔ بابا طاہر نے اگرچہ فارسی اور عربی میں چند صوفیانہ رسالے بھی لکھے ہیں، لیکن ان کی اصل شہرت ان کی رباعیوں سے ہے۔ قدیم کتابوں میں بابا طاہر کی رباعیوں کو ”فہویات“ کہا گیا ہے۔ ان کی رباعیوں کی زبان اگرچہ قدیم اور دیہی زبان ہے لیکن ان کی سادگی اور عام فہم انداز نمایاں ہے۔ انھوں نے بہت ہی میٹھے اور دلچسپ انداز میں اپنے صوفیانہ خیالات پیش کیے ہیں۔



## رباعیات بابا طاہر عریان

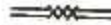
(1)

دلی دارم خریدار محبت  
کز و گرم است بازار محبت  
لباسی بافتم بر قامت دل  
ز پود محنت و تار محبت



شکال الفاظ سے معانی

ایک دل، کوئی دل	=	لی (دل + ی)
جس سے	=	کز و (کہ + از + او)
میں نے بنا (بافتم) سے ماضی مطلق واحد متکلم	=	تم
قد، جسم	=	امت
بانا	=	پود
تانا، سوت	=	تار



(۲)

دلا غافل ز سبحانی چه حاصل  
مطیع نفس شیطانی چه حاصل  
بُود قدر تو افزوں از ملائک  
تو قدر خود نمی دانی چه حاصل

====

### مشکل الفاظ کے معانی

دل (دل + الف ندا)	=	دلے
سبحانی (سبحان + یای نسبت)	=	یہ لفظ خدائے تعالیٰ سے منسوب ہے۔ سبحان کے معنی ہیں پاک، خدا کو پاک سے یاد کرنا اور "سبحانی" سے مراد ہے: خدا کی یاد۔
چه حاصل	=	کیا فائدہ
مطیع	=	فرماں بردار
نفس شیطانی	=	مراد ہے بُرائی کی طرف لے جانے والی خواہش۔ اس کو نفس امارہ بھی کہا جاتا ہے۔
قدر	=	مرتبہ، مقام
افزوں	=	زیادہ
ملائک	=	فرشتے، واحد، ملک



====



نور نے کی باتیں

❖ بابا طاہر عریاں ہمدانی کی رباعیاں آپ نے پڑھیں۔ یہاں پہلی رباعی میں دل اور محبت کا رشتہ بتایا گیا ہے۔

شاعر نے کہا ہے کہ میں ایک ایسا دل رکھتا ہوں جو محبت کا خریدار یعنی محبت کا قدر دان ہے اور اسی سے بازار محبت گرم ہے۔ اور اس کی رونق برقرار ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ میں نے دل کے لیے ایک ایسا بھرپور، مناسب اور موزوں لباس بن لیا ہے، جس کے تانے بھی محبت سے بنے ہیں اور جس کے بانے بھی محبت سے پڑ کیے گئے ہیں۔ اس رباعی میں شاعر نے اپنی طرف نسبت دے کر اشارے کی زبان میں جو کچھ کہا ہے اس کا مطلب ہمیں یہ پیغام دینا ہے کہ ہم محبت بھر ادل پیدا کریں اور محبت کی قدر کرتے رہیں۔

❖ دوسری رباعی میں شاعر اپنے دل سے مخاطب ہے اور اس نے سوالیہ انداز میں کہا ہے کہ اگر تم بُری خواہشوں پر

چل رہے ہو اور اللہ کی یاد سے غافل ہو تو اس کا کیا فائدہ؟ تمہارا مرتبہ فرشتوں سے بڑھ کر ہے لیکن تم خود اپنا مقام اگر نہیں سمجھتے تو پھر کیا حاصل؟ شاعر کے بیان کا مقصد اس کے مذکورہ مضمون سے بھی ظاہر ہے۔ یہ رباعی

در پردہ یہی پیغام دیتی اور یہی سکھاتی ہے کہ ہم خدا کو دل سے یاد کریں اور بُرے کاموں سے بچتے رہیں۔

❖ اسم کے آخر میں ”سی“ جوڑنے سے ایک یا کوئی کا معنی پیدا ہوتا ہے۔ ایسی ”سی“ یا ”ئی“ یا ”ئی“ کہلاتی ہے۔ اسی

طرح ”سی“ جوڑنے سے نسبت کا معنی بھی بنتا ہے۔ یہ ”سی“ یا ”ئی“ کہلاتی ہے۔ یوں ہی اسم کے آخر میں

”الف“ جوڑنے سے ”اے“ یعنی پکار کا معنی دیتا ہے۔ اسے الف ندا کہتے ہیں۔ غور کریں کہ بابا طاہر کی رباعیوں

میں ان سب کی مثالیں موجود ہیں۔

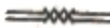
❖ شاعری میں بہت سی باتیں خاص طرح کے اشاروں میں کی جاتی ہیں۔ شاعر نے سوالیہ طرز اپنایا ہے اس کا

مقصد ہمیں سمجھانا اور ہماری عقل کو بڑھانا ہے۔ اسی کو ”تحریک ذہنی“ سے کام لینا کہا جاتا ہے۔

❖ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو ضرورت کے تحت ہلکا کر کے استعمال میں لائے جاتے ہیں اس کی صورت یہ ہے

کہ لفظ کا حرف کم کر دیا جاتا ہے۔ یا کئی لفظ لے کر ایک لفظ کا روپ لے لیتا ہے۔ ایسے لفظ کو مخفف کرنا بھی

کہتے ہیں۔ ایسے مخفف الفاظ بھی ان رباعیوں میں موجود ہیں۔



### مروری سوالات

- ۱- بابا طاہر عریاں کہاں پیدا ہوئے؟
- ۲- ظفر بادشاہ سے بابا طاہر عریاں کی ملاقات کب ہوئی؟
- ۳- بابا طاہر کس صدی ہجری کے شاعر ہیں؟
- ۴- بابا طاہر کی شہرت کس صنف شاعری میں ہے؟
- ۵- قدیم کتابوں میں بابا طاہر کی رباعیات کو کیا کہا گیا ہے؟
- ۶- ”دفس شیطانی“ کا دوسرا نام کیا ہے؟
- ۷- سبحانی سے کیا مراد ہے؟
- ۸- بابا طاہر کے حالات کیوں نہیں ملتے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- بابا طاہر کی کسی ایک رباعی کا خلاصہ لکھیے۔
- ۲- ”بابا طاہر عریاں اور ان کی رباعیات“ کے عنوان سے مختصر نوٹ لکھیے۔
- ۳- درج ذیل کی اصل بتائیے:  
ز کزو دلی دلا
- ۴- درج ذیل کی تعریف مثال کے ساتھ لکھیے:  
یائے نسبتی مخفف لفظ الف ندائیہ یائے تکمیری

### مشق

- ۱- بابا طاہر عریاں کی کوئی ایک رباعی زبانی یاد کیجیے۔
- ۲- بابا طاہر کی دونوں رباعیوں کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھ کر استاد کو دکھائیے۔
- ۳- درج ذیل خانوں کو اس طرح بھریے کہ گردان مکمل ہو جائے:

جمع منظم	واحد منظم	جمع حاضر	واحد حاضر	جمع غائب	واحد غائب
	ہاتھ				
			کی دانی		
		دارید			

==xxx==

5/15

نام افضل الدین محمد اور والد کا نام حسین مرقی کا شانی ہے۔ بابا افضل کے نام سے مشہور ہیں۔ مرقی دراصل کاشان کا ایک علاقہ ہے اور وہ اسی علاقے کے رہنے والے تھے۔ اسی مناسبت سے انھیں بابا افضل کاشانی کہا جاتا ہے۔ وہ ساتویں صدی ہجری کے فلسفیوں، ادیبوں اور شاعروں میں شمار ہوتے ہیں اور اپنی عرفیت یعنی ”بابا افضل“ سے ہی جانے جاتے ہیں۔ بابا افضل کی وفات کا سال ۷۷۷ ہجری ہے۔ وہ اپنے دور کے ایک صوفی منش شاعر گذرے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے مقررین میں تھے۔ بابا افضل نے اگرچہ نثر میں بھی کئی کتابیں لکھی ہیں جیسے ”جاودان نامہ“، ”انشا نامہ“، ”ردہ انجام نامہ“ اور ”رسالہ در منطق“ وغیرہ لیکن ان کی اصل شہرت ان کی رباعیوں سے ہے۔ بابا افضل کاشانی کی رباعیوں کا مجموعہ ایران سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کی رباعیوں میں بالعموم صوفیانہ خیالات پائے جاتے ہیں اور اخلاق و بصیرت کی باتیں ملتی ہیں۔



## رباعیات بابا افضل کوہی

(1)

کم گو و بجز مصلحت خویش گوئی  
چیزی کہ نرسد تو خود پیش گوئی  
گوش تو دو داند و زبان یکی  
یعنی کہ دو بشنو و یکی پیش گوئی

====

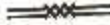
### مشکل الفاظ کے معانی

سوائے	=	بجز
کان	=	گوش
زیادہ	=	پیش
ایک سے زیادہ	=	یکی پیش

====

(۲)

ای آنکہ شب و روز خدا می طلبی  
کوری اگر از خویش جدا می طلبی  
حق با تو بہر زمان سخن می گوید  
سرتا قدمت منم کرامی طلبی



مشکل الفاظ کے معانی

اے وہ شخص، جو کہ	=	ای آنکہ
بلانا، چاہنا، یہاں مراد ہے ڈھونڈنا	=	طلبیدن
اندھا	=	کور
تو اندھا ہے	=	کوری (کور+ی)
خدائے تعالیٰ	=	حق
ہر زمانے میں، ہمیشہ	=	بہر زمان
بات کہنا	=	سخن گفتن

سخن می گوید	=	بتا رہا ہے
سر تا قدم	=	سر سے پاؤں تک
قدمت (قدم + ت)	=	تمہارا قدم
منم (من + ام)	=	میں ہوں
کرا (کہ + را)	=	کس کو



### غور کرنے کی باتیں

❖ بابا افضل کوہی کی پہلی اخلاقی و ناصحانہ رباعی کے مضمون کا تعلق گفتگو کے آداب اور کم بولنے کے فائدے اور فلسفے سے ہے۔ یہاں شاعر نے کہا ہے کہ ”کم بولو“ یعنی صرف مصلحت اور ضرورت کے تحت ہی بولو اور جب تک تم سے پوچھا نہ جائے اُس وقت تک خود سے آگے بڑھ کر نہ بولو۔ تمہیں دوکان ملے ہیں اور ایک زبان۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جب دو باتیں سن لو، تب ہی ایک بات کہو۔ اس رباعی کا مقصد ہمیں یہ بتانا ہے کہ ہم گفتگو میں احتیاط اور سلیقہ سے کام لیں۔

❖ دوسری رباعی میں بابا افضل کوہی نے ایسے شخص کو مخاطب کیا ہے جو اپنے خیال کے مطابق دن رات خدا کو ڈھونڈتا رہتا ہے اور بتایا ہے کہ اگر تم خدا کو اپنے آپ سے یعنی اپنے دل سے باہر ڈھونڈ رہے ہو تو تم بیٹا نہیں، نایبنا ہو۔ کیوں کہ اللہ تو ہمیشہ تمہیں یہی بتا رہا ہے اور ہوشیار کر رہا ہے کہ میں تمہارے اندر ہوں۔ اس رباعی کا مضمون خالص صوفیانہ ہے اور مطلب یہی ہے کہ ہمیں اپنے رب کو اپنے دل میں ڈھونڈنا چاہیے۔ اللہ دلوں میں بستا ہے اور ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

❖ ایک بات کے لیے دوسری بات کو شرط بنا دینا ”تعلیق“ کہلاتا ہے۔ بابا افضل کوہی کی دوسری رباعی میں اس کی مثال یوں ملتی ہے کہ ”کوری“ یعنی اندھا ہونے کی بات ایک شرط کے ساتھ کہی گئی ہے اور وہ بات لفظ ”اگر“ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

◆ شاعر ایسے الفاظ لاتا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں اس کا نام ”تضاد“ ہے۔ غور کریں کہ بابا کوہی کی رباعیوں میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔

==000==

### معروضی سوالات

- ۱- بابا افضل کا پورا نام بتائیے۔
- ۲- حسین مرتی کون تھے؟
- ۳- بابا افضل کی وفات کب ہوئی؟
- ۴- بابا افضل کہاں کے رہنے والے تھے؟
- ۵- بابا افضل کے کسی نثری رسالہ کا نام بتائیے۔
- ۶- رباعی کا پہلا شاعر کون ہے؟
- ۷- رباعی کے سب سے بڑے شاعر کا نام بتائیے۔
- ۸- قدیم فارسی میں رباعی کو کیا کہا جاتا تھا؟
- ۹- رباعی کا مشہور وزن بتائیے۔
- ۱۰- بابا افضل کس صدی ہجری کے شاعر ہیں؟
- ۱۱- شاعر نے ”کوری“ یعنی اندھا کس کو کہا ہے؟

### تفصیلی سوالات

- ۱- رباعی پر ایک نوٹ لکھیے۔
- ۲- بابا افضل کی زندگی اور ان کی ادبی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- ۳- بابا افضل کی کسی ایک رباعی کی تشریح کیجیے۔
- ۴- درج ذیل کی اصل لکھیے:  
قدمت کرا منم کوری





۵۔ جوڑے لکھیے:

فضل نبی	بشنو
فضل ہاشمی	پرسند
فضل امر	گوی
فضل مضارع	دادند

- ۱۔ باہا افضل کی جو رباعی آپ کو زیادہ پسند ہو اسے زبانی یاد کیجیے۔
- ۲۔ فارسی کے سب سے بڑے رباعی گو شاعر عمر خیام کی کوئی رباعی تلاش کیجیے اور اپنی کاپی پر لکھیے۔



مشق

Handwritten text in Urdu script, possibly a title or heading, located in the upper middle section of the page.



## وَدَدے ماترم

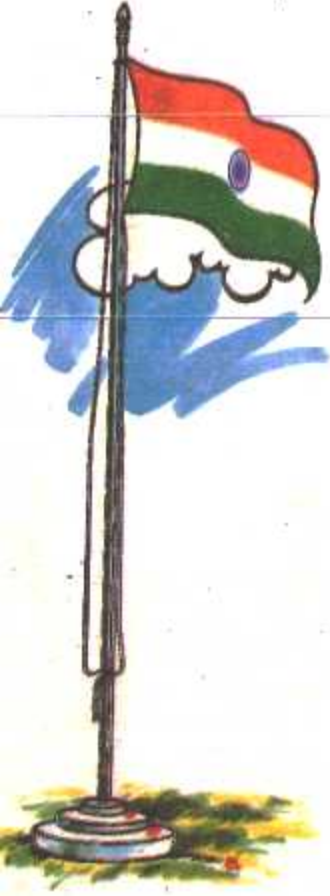
وَدَدے ماترم  
سُجَّلام سُفلام مَل تَج سُتِیلام،  
سُشے سُیام لام ماترم  
وَدَدے ماترم !!  
سُشو بھتریم جیوتسا پالکت یا مِیلم،  
پھل کوسومیت دُرم دل سُشونیم  
سُشوہاسنیم سو مد طر بھاسنیم،  
سُشوکھ دَام وِر دَام ماترم !!  
وَدَدے ماترم !!



# LALA-O-GUL

(Persian Textbook for Class-IX)

## قومی ترانہ



جَن گَن مَن اَدھینا یک جے ہے بھارت بھاگیہ ویدھاتا  
پنجاب سِندھ گجرات مَراٹھا، دراوڑ اُتکل بنگ  
وِندھیہ ہماچل، یونا گنگا، اُچھل جَل دھی ترنگ  
تو شھ نائے جاگے، تو شھ آسش مانگے  
گا ہے تو جے گا تھا

جَن گَن مَن اَدھینا یک جے ہے بھارت بھاگیہ ویدھاتا  
جے، جے، جے، جے، جے، جے، جے، جے، جے، جے!!



बिहार स्टेट टेक्स्टबुक पब्लिशिंग कॉरपोरेशन लिमिटेड, बुद्ध मार्ग, पटना-1  
BIHAR STATE TEXTBOOK PUBLISHING CORPORATION LTD., BUDH MARG, PATNA-1

आवरण मुद्रण : जन कल्याण प्रेस, पटना-4